ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

11

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

21 تا 27 شعبان المعظم 1444ھ / 14 تا 20 مارچ 2023ء

استقبالِ رمضان المبارک

رمضان المبارک جلد ہی ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یقیناً ہمارے دل میں اس ماہ کی بڑی قدر ہے لیکن کیا ہم اس کے لیے تیاری کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے اہل خانہ کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بھی اس سلسلے میں تیاری کریں اور غفلت سے کام نہ لیں؟ اللہ کے رسول ﷺ شعبان کے مہینے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کرتے اور خطبہ دیتے جس میں انہیں رمضان کی آمد کی خوش خبری سناتے تھے۔ رمضان کی فضیلت اور اہمیت کے پیش نظر اس کی تیاری کے سلسلے میں توجہ دلاتے۔

ایسے ہی خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! عنقریب تم پر ایک عظیم الشان ماہ مبارک سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس ماہ مبارک میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کیے، اس کے قیام کو اپنی خوشنودی کا ذریعہ قرار دیا، تو جس شخص نے اس ماہ میں ایک چھوٹا سا کار خیر انجام دیا اس نے دیگر ماہ کے فرائض کے برابر نیکی حاصل کرلی، یہ صبر اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔

یہ وہ ماہ مبارک ہے، جس میں اللہ اپنے بندوں کے رزق میں اضافہ فرماتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا۔ روزے دار کے روزے میں کمی کے بغیر اس نے روزے دار کے برابر ثواب حاصل کیا۔ اور خود کو جہنم سے بچالیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے ہر شخص تو روزے دار کو افطار کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے روزے دار کو پانی کا گھونٹ پلایا، یا دودھ کا گھونٹ پلایا، یا ایک کھجور کے ذریعے افطار کرایا اس کا اجر اسی کے برابر ہے اور اس کے لیے بھی جہنم سے نجات ہے۔ اس سے روزے دار کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔ جس نے اپنے ماتحتوں سے ہلکا کام لیا اس کے لیے بھی جہنم سے نجات ہے۔ (مشکوٰۃ)

ماہ مبارک کی آمد سے پہلے پہلے اس کے مقام، اس کی عظمت، اس کی فضیلت، اس کے مقصد اور اس کے پیغام کو اپنے ذہن میں تازہ کریں تا کہ اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں اور اس بات کا پختہ ارادہ کریں کہ ہم اس ماہ مبارک میں اپنے اندر تقویٰ کی صفت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزہ کا ماحصل ہے۔

فرید اللہ مروت

اس شمارے میں

روتھ شیلڈ انتظامیہ کا پاکستان کی طرف رخ
حیا اور ایمان
قرآن اور سنت کا باہمی تعلق (2)
تنظیم اسلامی کی حیا اور ایمان مہم
رمضان کیسے گزاریں؟
حلم اور بردباری

مشرکین مکہ کا قرآن سے انکار

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 199تا203

فَقَرَاَہٗ عَلَیۡہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۹۹﴾ کَذٰلِکَ سَلَکۡنٰہُ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ ﴿۲۰۱﴾ فَیَاۡتِیَہُمۡ بَغۡتَۃً وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۰۲﴾ فَیَقُوۡلُوۡا ہَلۡ نَحۡنُ مُنۡظَرُوۡنَ ﴿۲۰۳﴾

آیت:۱۹۹ ﴿فَقَرَاَہٗ عَلَیۡہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۹۹﴾﴾ ’’اور وہ اسے ان کو پڑھ کر سناتا تب بھی وہ اس پر ایمان لانے والے نہیں تھے۔‘‘

ہم یہ بھی کر سکتے تھے کہ قرآن کسی ایسے شخص پر نازل کر دیتے جس کی مادری زبان عربی نہ ہوتی‘ پھر اگر ایسا شخص انہیں عربی قرآن پڑھ کر سناتا تو یہ گویا ایک کھلا معجزہ ہوتا‘ لیکن یہ لوگ پھر بھی اسے ماننے والے نہیں تھے۔

آیت:۲۰۰ ﴿کَذٰلِکَ سَلَکۡنٰہُ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۲۰۰﴾﴾ ’’اسی طرح ہم نے داخل کر دیا ہے اس (انکار) کو مجرموں کے دلوں میں۔‘‘

قرآن کا انکار ان لوگوں کے دلوں میں اب ڈیرے جما چکا ہے۔ اب انہیں لاکھ معجزے دکھا دیے جائیں یہ ماننے والے نہیں ہیں۔

آیت:۲۰۱ ﴿لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ ﴿۲۰۱﴾﴾ ’’یہ ایمان نہیں لائیں گے اس پر جب تک کہ دیکھ نہ لیں دردناک عذاب کو۔‘‘

آیت:۲۰۲ ﴿فَیَاۡتِیَہُمۡ بَغۡتَۃً وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۰۲﴾﴾ ’’تو وہ ان پر اچانک آجائے گا اور انہیں گمان بھی نہیں ہوگا۔‘‘

آیت:۲۰۳ ﴿فَیَقُوۡلُوۡا ہَلۡ نَحۡنُ مُنۡظَرُوۡنَ ﴿۲۰۳﴾﴾ ’’(اُس وقت) یہ کہیں گے کہ کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے؟‘‘

اُس وقت یہ دہائی دیں گے کہ کسی طریقے سے وہ عذاب ٹل جائے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے دی جائے۔

درس حدیث — دعوت الی الخیر

عَنۡ اَبِیۡ مَسۡعُوۡدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ دَلَّ عَلٰی خَیۡرٍ فَلَہٗ مِثۡلُ اَجۡرِ فَاعِلِہٖ...)) (رواہ مسلم)

حضرت ابو مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے کسی نیک کام کی طرف (کسی بندے کی) رہنمائی کی تو اس کو اس نیک کام کے کرنے والے بندے کے اجر کے برابر ہی اجر ملے گا۔‘‘

تشریح: لوگوں کو بھلائی کی طرف دعوت دینا اور برائی سے روکنا پیغمبرانہ مشن ہے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کی جدوجہد سے کسی دوسرے آدمی نے برائی چھوڑ کر نیکی اختیار کر لی تو نصیحت کرنے والے کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود نیکی کرنے والے کو۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

21 تا 27 شعبان 1444ھ جلد 32
14 تا 20 مارچ 2023ء شمارہ 11

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دار الاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روتھ شیلڈ انتظامیہ کا پاکستان کی طرف رخ

گزشتہ ماہ کے دوران دو اہم خبریں اخبارات اور سوشل میڈیا کی زینت بنیں۔ اولاً جوہری توانائی کے عالمی نگران ادارے انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی (آئی اے ای اے) کے ڈائریکٹر جنرل رافیل ماریانو گروسی 15 فروری کو دو روزہ دورہ پر پاکستان پہنچے۔ رافیل ماریانو گروسی 35 سال سے آئی اے ای اے کے ساتھ منسلک ہیں۔ موصوف 3 دسمبر 2019ء کو ادارے کے ڈائریکٹر جنرل کے طور پر منتخب ہوئے۔ جوہری سپلائر گروپ اور این پی ٹی مذاکرات میں اہم کردار ادا کر چکے ہیں۔ جوہری پھیلاؤ سے بچاؤ (Nuclear Non-Proliferation) اور Disarmament (ایٹمی دانت توڑنا) کے شعبے میں خصوصی ''مہارت'' رکھتے ہیں۔ دورۂ پاکستان کے دوران آئی اے ای اے کے ڈائریکٹر جنرل نے وزیر اعظم، وزیر خارجہ، وفاقی وزیر برائے منصوبہ بندی، ترقی و اصلاحات اور فارن سیکرٹری سے ملاقاتیں کیں، نیز پاکستان اٹامک انرجی کمیشن، پاکستان نیوکلیئر ریگولیٹری اتھارٹی اور کئی عسکری و غیر عسکری ایٹمی تنصیبات کا دورہ کیا۔ ''پسِ پردہ'' ملاقاتیں بھی کی ہوں گی۔ اگرچہ آئی اے ای اے کے نمائندگان اس سے قبل بھی پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں لیکن پاکستان کو اس وقت درپیش خاص سیاسی و معاشی حالات کے تناظر میں اور بین الاقوامی سطح پر امریکہ کی پاکستان کے حوالے سے پالیسی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ دورہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اس نے بہت سارے سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ بعد ازاں اخبارات کی زینت بننے والی ایک تصویر نے ہر باشعور پاکستانی کا دل مزید دہلا کر رکھ دیا۔ بائیس کروڑ عوام کی مملکتِ خداداد کی وزارتِ خزانہ کے میٹنگ روم میں وزیر خزانہ اسحاق ڈار، وزیر مملکت برائے خزانہ و ریونیو ڈاکٹر عائشہ غوث اور وزارتِ خزانہ کے اعلیٰ افسران، صہیونیت کے سرپرست یہودی خاندان روتھ شیلڈ (Rothschild) کی کمپنی Rothschild and Co کے نمائندوں ایرک لالو اور تھیوڈ فورکیڈ سے ملاقات کر رہے ہیں۔ خبر کی تفصیلات اس تصویر سے زیادہ حیران کن ہیں۔ روتھ شیلڈ خاندان کی کمپنی کے عہدیداران نے مذاکرات کے دوران پاکستان کی معاشی مشکلات کا جائزہ لیا اور ایک طویل مدتی منصوبے (Roadmap) پر گفتگو کی، جس کے تحت پاکستان کو معاشی بدحالی سے نکال کر اسے طویل مدتی ترقیاتی منصوبوں پر گامزن کیا جا سکے۔ روتھ شیلڈ کمپنی نے میٹنگ کے آغاز میں وفاقی وزیر خزانہ کو اپنی کمپنی کی تاریخ اور دنیا کے دیگر ممالک میں اس خاندان کی معاشی خدمات کے بارے میں تفصیلی بریفنگ دی۔ روتھ شیلڈ خاندان کون ہے اور اس خاندان کی تاریخ کیا ہے؟ آیئے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

روتھ شیلڈ خاندان سولہویں صدی کے اواخر میں جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں اپنے آبائی گھر کے حوالے سے مشہور ہوا۔ خاندان کے سربراہ مائر امشیل روتھ شیلڈ اشکنازی یہودی تھا۔ موصوف کے پانچ بیٹے تھے۔ روتھ شیلڈ خاندان نے ابتدا ہی سے عالمی معیشت، سودی بینکاری اور بین الاقوامی فنانس کو تختہ مشق بنایا۔ 1690ء میں برطانیہ کو فرانس کے ہاتھوں عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

برطانوی بحریہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہوگئی۔ 1.2 ارب پاؤنڈ تعمیر نو کے لیے درکار تھے۔ برطانوی حکومت کے پاس یہ رقم حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ سودی قرضہ تک نہ مل رہا تھا۔ ایسے میں اسی صہیونی خاندان نے بینک آف انگلینڈ قائم کرنے کی تجویز دی۔ جب 1694ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے ایک قانون کے ذریعے بینک آف انگلینڈ کا چارٹر منظور کیا تو اس حکم نامے کے ساتھ ہی اس بینک کو یہ اختیار بھی دے دیا گیا کہ وہ کاغذ کے نوٹ جاری کر سکے گا۔ بینک آف انگلینڈ کا چارٹر ملتے ہی روتھ شیلڈ خاندان کے سربراہ نے اپنے بچوں کو یورپ کے تمام بڑے بڑے شہروں میں بینک قائم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ پانچ بیٹوں نے فنانس کے حوالے سے یورپ کے پانچ بڑے شہروں لندن، پیرس، ویانا، نیپلز اور فرینکفرٹ میں سود پر قرضہ دینے کا دھندا شروع کیا۔ خاص طور پر برطانیہ، جرمنی اور سلطنت روم کی باقیات میں اہم مقام بنانے میں کامیاب ہوگئے اور اہم حکومتی عہدوں پر فائز ہوگئے۔ ان بھائیوں میں سے ناتھن مائر روتھ شیلڈ کو انگلینڈ کے مرکزی بینک کا سربراہ بنا دیا گیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک یہ خاندان بینکاری، انوسٹمنٹ اور دیگر معاشی سرگرمیوں کے حوالے سے دنیا بھر میں سب سے بڑا خاندان سمجھا جاتا ہے۔ پھر خاندان نے پسِ پردہ بادشاہ گری کا بیڑہ اٹھایا اور گلوبل ڈیپ سٹیٹ کے اہم ترین کردار کے طور پر ابھرا۔

کہا جاتا ہے کہ ان کی بینکاری نے یورپ کی سیاسی تاریخ کو تراشا ہے۔ برطانیہ کو اسی خاندان کے قرض نے ایک بڑی عالمی قوت بنا دیا اور یوں کلونیل ازم کے دور کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک واقعہ جو تاریخ میں انتہائی مشہور ہے، قارئین کی دلچسپی کے لیے بیان کیے دیتے ہیں۔ ناتھن مائر روتھ شیلڈ نے نپولین کے خلاف جنگ میں برطانوی فوج کی خوب مدد کی۔ سونے اور چاندی کے سکوں کے انبار سودی قرضہ کے طور پر دیے۔ بے تحاشا اسلحہ فراہم کیا۔ 1815ء میں نپولین کو واٹرلو کے میدان میں برطانوی فوج کے ہاتھوں شکستِ فاش ہوئی۔ روتھ شیلڈ خاندان کے فرانس میں موجود نمائندے نے نپولین کی شکست کی خبر لندن میں بیٹھے ناتھن مائر روتھ شیلڈ کو فوراً پہنچا دی۔ ناتھن مائر روتھ شیلڈ نے لندن میں یہ افواہ عام کر دی کہ برطانوی فوج کو نپولین کے ہاتھوں شکست ہوگئی ہے۔ نتیجتاً برطانیہ کی سٹاک مارکیٹ کریش کر گئی۔ روتھ شیلڈ خاندان نے کوڑیوں کے بھاؤ پوری برطانوی معیشت خرید لی۔ اگلے روز اصل حقیقت سامنے آگئی کہ شکست نپولین کو ہوئی ہے۔ سٹاک مارکیٹ میں قیمتیں ایک دم آسمان سے باتیں کرنے لگیں اور یوں یہ خاندان راتوں رات کھربوں پاؤنڈ اور برطانوی معیشت کا مالک بن گیا۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران روتھ شیلڈ خاندان کے افراد ایک طرف اتحادیوں کو سودی قرضہ اور اسلحہ فراہم کرتے تو دوسری طرف جرمنوں کو۔ خاندان کا تیسرا نمائندہ راکرفیلر خاندان کی صورت میں امریکہ بھی موجود تھا جس نے امریکی صدر کے تذبذب کے باوجود امریکہ کو جنگ میں گھسیٹنے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر دور کا بڑا سرمایہ دار، معیشت اور سیاست دونوں پر اثر رکھتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اشکنازی یہودی ہونے کے ناطے روتھ شیلڈ خاندان کی مذہب (یہودیت) اور خاص طور پر ارضِ مقدس یعنی فلسطین سے خاص دلچسپی رہی ہے۔ وہ اپنی دولت اور طاقت کو مذہبی مقاصد کے لیے استعمال کرتے رہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال بالفور ڈیکلیریشن ہے۔ گزشتہ ایک صدی میں انسانی تاریخ پر خوفناک اثرات مرتب کرنے والا بالفور ڈیکلریشن، جس کے باعث مسلمان اُمت گزشتہ 75 سال سے آگ اور خون میں نہا رہی ہے۔ اُسے 2 نومبر 1917ء کو برطانوی وزیر خارجہ آرتھر بالفور نے ایک خط کی صورت میں روتھ شیلڈ خاندان کے اُس وقت کے سربراہ لیونل والٹر روتھ شیلڈ کو لکھا تھا۔ اس خط میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ برطانوی حکومت اپنی تمام قوتیں اس مقصد کے حصول کے لیے لگائے گی کہ کیسے فلسطین کے علاقے میں یہودیوں کے لیے ایک وطن تخلیق کیا جائے۔ بالفور ڈیکلریشن کے تحریر ہونے سے پہلے 1904ء میں دنیا بھر کے صہیونی نمائندوں نے برطانیہ کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کیا اور ساتھ ہی یروشلم کے آس پاس کے علاقوں میں جا کر آباد ہونے کی خفیہ کوششیں شروع کر دیں۔ خلافتِ عثمانیہ میں فلسطین کے علاقے میں یہودیوں پر زمین خریدنے کی پابندی تھی۔ روتھ شیلڈ کے شاطرانہ ذہن نے ایک خفیہ ترکیب سوچی اور اس نے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ خلافتِ عثمانیہ کے علاقے یروشلم سے تقریباً ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر 1909ء میں روتھ شیلڈ دنیا بھر سے ساٹھ یہودی سرمایہ داروں کو لے کر پہنچا اور تل ابیب شہر کو بسایا جو آج ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کا دارالحکومت ہے۔ تل ابیب کی سب سے قدیم سڑک کا نام روتھ شیلڈ بلیوارڈ ہے۔ اسی سڑک پر موجود ایک ہال میں 14 مئی 1948ء کو اسرائیل کی آزادی کا ڈیکلریشن پڑھا گیا اور اس پر دستخط ہوئے۔ روتھ شیلڈ کے ہمراہ آنے والے ساٹھ خاندان اسی سڑک اور صہیونیت کے بانی تھیوڈور ہرزل کے نام والی سڑک پر آباد ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ روتھ شیلڈ خاندان نے صہیونیت کے فروغ اور صہیونی عزائم کے راستے میں رکاوٹیں دور کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے۔

پاکستان کو ایک خاص منصوبے کے تحت گزشتہ چالیس سالوں میں بددیانت سول اور فوجی حکمرانوں کے ذریعے قرضے کی دلدل میں اُتار دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی دلدل ہے جس سے نکلنے کا اب کوئی راستہ کسی کو بھی سجھائی نہیں دے رہا۔ ایک سال سے آئی ایم ایف پاکستان کو ٹرخاتا چلا آ رہا ہے۔ سعودی عرب، امارات اور چین کی مدد نہیں آ رہی کیونکہ ان ممالک کی مدد بھی آئی ایم ایف سے مشروط ہے۔ قرضوں کی قسط کی ادائیگی سر پر ہے لیکن خزانہ خالی ہے۔ امریکہ پاکستان کو دہشت گردی کے نام پر ایک بار پھر افغانستان سے لڑانا چاہتا ہے۔ ایسے میں یہودی صہیونی لابی کے سب سے شاطر، عیار اور بڑے سرمایہ دار روتھ شیلڈ خاندان کی پاکستان آمد کئی شکوک و شبہات پیدا کر رہی ہے۔ آج کی دنیا میں ڈیپ سٹیٹ کے سربراہ کی کمپنی کی پاکستان آمد نے بہت سارے سوال کھڑے کر دیے ہیں۔ کیا ہمیں گروی رکھنے کی تیاری ہے؟ کیا ہمیں ایک بار پھر پرائی جنگ میں جھونکا جا رہا ہے؟ کیا ہمیں اسرائیل کے لیے نرم گوشہ رکھنے اور ایٹمی قوت سرنڈر کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے؟ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو صحیح فہم و فراست عطا فرمائے اور حالات کا صحیح ادراک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حیا اور ایمان

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 03 مارچ 2023ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے جہاں دعوت، تدریس اور تربیت کے امور کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ وہیں معاشرے میں اصلاح کے حوالے سے اور منکرات کے خاتمے کے حوالے سے بھی ہم اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں نبی اکرم ﷺ کے مشن کا حصہ ہیں۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (الاعراف: 157) ''وہ انہیں نیکی کا حکم دیں گے' تمام برائیوں سے روکیں گے۔''

نبی اکرم ﷺ کی یہ ذمہ داری تھی اور ختم نبوت کے بعد اللہ کی زمین پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کو غالب اور قائم کرنے کی جدوجہد کرنا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا اس اُمت کی ذمہ داری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران: 110) ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے' تم حکم کرتے ہو نیکی کا' اور تم روکتے ہو بدی سے۔''

اس امت کو اس لیے کھڑا کیا گیا کہ یہ رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے بعد ان کے مشن کو آگے بڑھائے۔ اگر امت کی اکثریت سو رہی ہو، غفلت کا شکار ہو تو پھر امت میں جن کو احساس ہو وہ آگے بڑھیں، اجتماعیت اختیار کریں اور اس فریضے کو انجام دینے میں اپنے تن من دھن لگانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط﴾ (آل عمران: 104) ''اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے' نیکی کا حکم دیتی رہے اور بدی سے روکتی رہے۔''

خیر کا لفظ یہاں بھلائی کے مفہوم میں ہے اور سب سے بڑی بھلائی خود قرآن حکیم ہے۔ چنانچہ سورۃ النحل میں ذکر آتا ہے:

﴿مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ط قَالُوْا خَيْرًا ط﴾ (النحل: 30) ''کیا نازل کیا ہے تمہارے رب نے؟ وہ کہتے ہیں بھلائی۔''

اس سے ایک مراد قرآن کی طرف دعوت دینا اور نیکی کا حکم دینا بھی ہے۔ آگے فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾﴾ (الاعراف) ''وہی لوگ ہوں گے فلاح پانے والے۔''

مرتب: ابو ابراھیم

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ معاشرے میں کچھ لوگ اگر خیر، نیکی، بھلائی کا کام کر رہے ہیں، قرآن کی طرف، دین کی طرف بلا رہے ہیں اور بدی سے روک رہے ہیں تو اچھا ہے، وہ کرتے رہیں لیکن خود پر اس کام کو لازم نہیں سمجھا جاتا۔ جبکہ قرآن میں اللہ فرما رہا ہے کہ وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو نیکی کی دعوت دینے اور بدی سے روکنے کا کام کریں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ آخرت میں نجات اور کامیابی صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کریں گے۔ ہاں البتہ اپنے علم اور اپنی اپنی صلاحیت اور دائرہ کار کے اعتبار سے ہر کوئی مکلف ہے۔

چنانچہ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہم چاہتے ہیں ذاتی سطح پر، اپنے گھر کی سطح پر، اپنے دائرہ کار میں رفقائے تنظیم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کریں۔ اس کے بعد ہم اجتماعی اور عوامی سطح پر بھی ہر تین مہینے کے بعد آگاہی منکرات مہم کا اہتمام کرتے ہیں، کبھی سود کے خلاف، کبھی بے حیائی، فحاشی اور بے دینی کے خلاف، کبھی ترک نماز و زکوٰۃ کے خلاف، اسی طرح عورتوں کو وراثت میں حق دینے کے حوالے سے بھی، نکاح کو آسان کرنے کے حوالے سے بھی، کبھی جادو ٹونہ جیسی مہلک اور شرکیہ وباء کے خلاف ہم آگاہی مہم چلاتے ہیں۔ اسی تسلسل میں 26 فروری سے 7 مارچ تک تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ایمان اور حیا مہم چلائی جا رہی ہے۔ اس کا مقصد اس حوالے سے اپنی دینی ذمہ داریوں کی یاددہانی کرانا ہے۔

اس ضمن میں سب سے پہلے حیا کی ضرورت اور اہمیت کو اُجاگر کرنا مقصود ہے۔ حیا ایک فطری جذبہ ہے جو اللہ نے ہماری فطرت میں رکھا کہ وہ ہمیں خیر کی طرف مائل کرتا ہے، ترغیب دلاتا ہے، تشویق دلاتا ہے اور شر سے نفرت اور اجتناب کی طرف ہمیں راغب کرتا ہے۔ اس جذبے کا نام حیا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کئی ایک مقامات پر تزکیہ کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ جیسے سورۃ الشمس میں فرمایا:

﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿٨﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿٩﴾﴾ ''پس اُس کے اندر نیکی اور بدی کا علم الہام کر دیا۔ یقیناً کامیاب ہو گیا جس نے اس (نفس) کو پاک کر لیا۔''

گناہ اور شر سے اجتناب اور خیر اور نیکی میں آگے سے آگے بڑھنا، یہ دونوں صلاحیتیں اللہ نے انسان میں رکھی ہیں۔ چنانچہ شر اور برائی سے اپنے آپ کو روکنا، خیر میں آگے بڑھنا، نیکی میں آگے بڑھنا تزکیہ کا بنیادی حاصل ہے۔ یہی حیا کا مفہوم ہے۔ عام طور پر جب حیا کے تعلق سے کلام ہوتا ہے تو اس کی ضد کے پہلوؤں (بے حیائی،

فحاشی وغیرہ) پر زیادہ کلام ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے ہونا بھی چاہیے لیکن حیا کی ضرورت واہمیت کو اُجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔ حیا بڑا وسیع مفہوم کا حامل ایک جذبہ ہے جو اللہ نے فطرت میں رکھا ہے۔ سادہ سی مثال ہے کہ جب کوئی بیٹا یا بیٹی سینہ تان کر ماں باپ کے سامنے چلا کر بات کرے تو کہا جاتا ہے کہ بڑی ہی بے شرم و بے حیا ہے۔ حالانکہ یہاں کوئی بے پردگی یا فحاشی والا معاملہ نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ والدین کے ادب و احترام کا لحاظ رکھنا بھی حیا میں شامل ہے۔ اسی طرح بڑوں کا ادب کرنا، بڑوں کا لحاظ رکھنا، بڑوں کی جائز بات ماننا، ان کے ادب واحترام کا لحاظ رکھنا بھی حیا میں شامل ہے۔ حدیث مبارکہ میں ذکر ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اس بات کا حقدار ہے کہ اس کے سامنے حیا کی جائے۔ جس طرح ماں باپ نے پال پوس کر اولاد کو جوان کیا، اگر اولادان کے سامنے سینہ تان کر بات کرے تو اسے بے شرمی اور بے حیائی کہا جائے گا، اسی طرح اللہ ہمارا خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، محافظ ہے، کروڑہا کروڑ نعمتیں دینے والا ہے۔ وہ خود کہتا ہے:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط﴾ (النحل:18) ''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو اُن کا احاطہ نہیں کر سکو گے۔''

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○﴾ (الرحمٰن) ''تو تم دونوں (گروہ) اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

لہٰذا سب سے بڑی بے شرمی، بے حیائی، نا ہنجاری اور نافرمانی یہ ہے کہ بندہ خالق کی نعمتوں کا اعتراف نہ کرے، بندہ خالق کی اطاعت نہ کرے، بندہ خالق کی نافرمانی کرے۔ بندہ ڈاکٹرز کے کہنے پر حلال کو چھوڑ دیتا ہے کیونکہ جان عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں بار بار حرام کو چھوڑنے کا حکم دے رہا ہے، کیا ہم سود، حرام، ذخیرہ اندوزی، رشوت، کرپشن چھوڑنے کو تیار ہیں۔ یہ سب سے بڑی بے حیائی ہے۔

حقیقت میں حیا کا تقاضا پوری زندگی پر محیط ہے۔ فرمایا: ''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔'' (الملک:2)

حیا ہی وہ فطری جذبہ ہے جو بُرے کاموں سے روکتا ہے۔ لہٰذا اگر حیا ہوگی تو انسان زندگی کے اس امتحان میں کامیاب ہو جائے گا اور جو حیا کو چھوڑ دے گا تو پھر وہ ہر برائی میں پڑ کر اپنی دنیا اور آخرت خراب کر دے گا۔ لہٰذا حیا انسان کی دائمی کامیابی کے لیے بنیادی ضرورت ہے۔

اس وسیع تر تصور کے بعد اب آیئے حیا کی ضد کی طرف جسے ہم بے حیائی کہتے ہیں۔ بے حیائی، عریانی، فحاشی، بے پردگی اور زنا کی طرف لے جانے والے تمام راستوں اور کاموں کی مذمت کرنا بھی ہماری دینی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا اس حوالے سے حکم ہے۔ سورۃ النور میں فرمایا:

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (آیت:19)

سورۃ النور مدنی سورت ہے جس میں بہت اہم معاشرتی ہدایات عطا کی گئی ہیں۔ اسی میں پردے کے حوالے سے بھی تعلیمات عطا کی گئیں۔ یہ آیات واقعہ افک کے تناظر میں نازل ہوئی ہیں۔ اندازہ کیجئے کہ صرف بہتان کے طور پر بے حیائی کی بات چند لوگوں کی زبان پر آئی تو اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اُٹھا کیونکہ ایسی باتوں سے معاشرے میں حیا کے اُٹھ جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں بالفعل جو کچھ ہو رہا ہے، میڈیا جو کچھ دکھا رہا ہے، اس پر اللہ کا غضب کتنا بھڑک رہا ہوگا۔ باہر نکلتے ہی بل بورڈز پر عورتوں کی نیم برہنہ یا بے پردہ تصویریں نظر آتی ہیں۔ استغفر اللہ! پھر اس سے آگے بڑھ کر فلمیں، ڈرامے، ناچ گانے یہ تو پرانی باتیں ہو گئیں۔ سوشل میڈیا پر کیا کچھ پھیل رہا ہے۔ پھر تعلیمی اداروں میں

پریس ریلیز 10 مارچ 2023ء

آئین اور عدالتوں کے فیصلے کا احترام نہ کیا گیا تو ملک انارکی کا شکار ہو جائے گا۔

شجاع الدین شیخ

آئین اور عدالتوں کے فیصلے کا احترام نہ کیا گیا تو ملک انارکی کا شکار ہو جائے گا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ نے واضح فیصلہ دیا کہ پنجاب اور خیبر پختونخوا اسمبلیوں کے انتخابات آئین میں دیئے گئے وقت میں کرائے جائیں لہٰذا پنجاب میں صدرِ مملکت اور الیکشن کمیشن نے مشاورت کے بعد 30 اپریل کی تاریخ دے دی۔ اب کے پی کے گورنر کو بھی سپریم کورٹ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوری طور پر الیکشن کی تاریخ دے دینی چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ دنیا کی ہر ریاست نے کارِ سرکار چلانے کے لیے قواعد وضوابط بنائے ہوتے ہیں جسے آئین کہا جاتا ہے ان قواعد وضوابط کی پابندی اُس ریاست میں امن و امان قائم کرنے اور سلامتی کے لیے اہم رول ادا کرتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر اس وقت کسی ایک مسئلہ پر آئین سے انحراف اور عدالتِ عظمیٰ کے حکم کی تعمیل سے انکار کیا گیا تو اس سے ایسی نظیر قائم ہو جائے گی جس سے مستقبل میں کوئی بھی فرد یا گروہ ریاست کے معاملے میں من مانی کر سکے گا جس سے انتظامی ڈھانچہ تباہی کا شکار ہو جائے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ آئین کے آرٹیکل 190 کے تحت تمام ریاستی ادارے اور محکمے سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد میں تعاون کرنے کے پابند ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ متعلقہ سٹیک ہولڈرز عدالتِ عظمیٰ کے حکم کے مطابق مشاورت کے ساتھ کے پی کے انتخابات کی تاریخ طے کریں تاکہ انتشار وافتراق کو ختم کیا جا سکے۔ البتہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی اپیل دائر کی جا سکتی ہے لیکن آئین اور قانون سے باہر جانا یا اپنے تئیں عدالتِ عظمیٰ کے فیصلے کو رد کر دینا انتہائی ضرر رساں ہوگا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کیا گل کھلائے جا رہے ہیں ، کس طرح فحش کوئز کیے جا رہے ہیں ۔ اسی کا نتیجہ پھر ریپ اور قتل و غارت گری کی صورت میں بڑھ رہا ہے ۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں نامحرم کو برے جذبات کے ساتھ دیکھنا اور لذت حاصل کرنا آنکھ کا زنا ہے، نامحرم کی باتیں لذت کے لیے سننا کانوں کا زنا ہے، نامحرم کے بارے میں دل میں بُرا خیال لانا اور لذت حاصل کرنا دل کا زنا ہے، نامحرم کے بارے میں زبان سے ایسی گفتگو کرنا جس سے لذت حاصل ہو، یہ زبان کا زنا ہے۔

کیا کچھ نہیں ہورہا آج ؟ آج خاندانوں میں شادی بیاہ کے موقع پر نمازوں کے اہتمام کرنے والے ، پردوں کا اہتمام کرنے والے بھی سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر آزادی ہے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ! ڈانس ہو رہے ہوتے ہیں ، ویڈیوز بن رہی ہوتی ہیں ، ساری دنیا دیکھ رہی ہوتی ہے ۔ بے حیائی میں کہاں پہنچ گئے ہم ؟ پھر مخلوط تعلیم ، مخلوط محافل ، مخلوط ڈانس ۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے سر میں کوئی کیل ٹھونک دے برداشت کر لینا مگر تم نامحرم کو چھوو یا وہ تمہیں چھوئے اسے ہرگز گوارا نہ کرنا ۔ لیکن آج کتنی عام سی بات ہوگئی ۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی﴾ (بنی اسرائیل: 32) ''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ''

یہ ساری بے پردگی ، بے حیائی اور فحاشی بالآخر انسان کو زنا کی طرف ہی لاتی ہے ۔ اس لیے دین نے ان سب راستوں پر بھی پابندی لگائی ہے ۔ مگر آج کیسے کیسے عنوانات سے اس گندگی کو قبول کر لیا ہے ۔ کہیں لبرل ازم ، کہیں سیکولرازم کے نام سے ان ساری چیزوں کو پروموٹ کیا جا رہا ہے حالانکہ کلمہ بھی پڑھا ہے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ سیاست کا نظام تو گیا ، معیشت بھی ڈانواں ڈول ہے ، جوا ، سٹہ ، سود سب کچھ چل رہا ہے ۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ سینہ تان کر جاری ہے ۔ کچھ معاشرتی اقدار بچی تھیں لیکن اب حیا بھی معاشرے سے اُٹھ رہی ہے ، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''حیا اور ایمان ساتھی ہیں ، اگر ایک گیا تو دوسرا بھی گیا۔'' (ترمذی شریف)

اس کے بعد پھر کیا ہوگا ؟ رسول اللہ نے فرمایا : ''جب تم میں حیا نہ رہے تو پھر جو چاہو کرو۔'' (بخاری)

آخرت میں نجات اور کامیابی کے لیے ایمان شرط ہے لیکن جب حیا نہیں رہے گی تو ایمان بھی نہیں رہے گا ، گویا دنیا بھی برباد اور آخرت بھی برباد ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے ۔ سورۃ النور میں آگے فرمایا:

''اور اگر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت تم لوگوں پر نہ ہوتی اور یہ کہ یقیناً اللہ بہت مہربان ' نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (آیت: 20)

تمہارے گناہوں کو فوراً نہیں پکڑتا تمہیں مہلت دیتا ہے اصلاحِ عمل کے لیے ۔ اگلی آیت میں فرمایا:

''اے اہل ایمان ! شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو ۔ اور جو کوئی شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کرے گا تو شیطان تو اُسے بے حیائی اور بُرائی ہی کا حکم دے گا۔'' (آیت: 21)

دنیا میں صرف دو ہی جماعتیں ہیں اور دو ہی دعوتیں بھی ہیں ۔ ایک شیطان کی دعوت ہے اور ایک رحمان کی دعوت ہے ۔ شیطان برائی اور بے حیائی کی دعوت دیتا ہے ۔ بے پردگی ، فحاشی ، نکاح سے انکار ، زنا کی ترغیب ، مخلوط محافل ، آزادانہ اختلاط ، عورت کو اشتہار بنانا ، یہ سب ابلیس اور لشکر ابلیس کی دعوت ہے ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: دو نامحرم تنہائی میں ہوں گے تو تیسرا شیطان ساتھ ہو گا۔ حیا کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لیے ہے ۔ سورۃ النور میں آگے فرمایا:

''اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔'' (آیت: 21)

ہم اگر پاکیزہ ماحول میں بیٹھ کر خطبہ جمعہ سن رہے ہیں یا قرآن پڑھ رہے ہیں تو یہ اللہ کے فضل سے ہے ۔ اگر کوئی بے حیائی کے کاموں سے بچ رہا ہے تو اللہ کے فضل سے بچ رہا ہے ۔ اگر کہیں کسی بھائی میں ، بہن میں ہمیں کمزوری نظر آئے تو کوئی فتویٰ دینے کی پوزیشن اختیار نہ کریں ۔ پہلے ہم اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے مجھے بچایا ہے اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ میرے کتنے عیب ہیں جن کو اللہ نے پوشیدہ رکھا ہوا ہے ۔ آگے فرمایا:

اور اللہ سب کچھ سننے والا ' ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔'' (آیت: 21)

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے حیائی جس شے میں بھی ہوتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیا جس شے میں بھی ہوتی اسے خوبصورت بنا دیتی۔'' (ترمذی شریف)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی قوم میں اعلانیہ طور پر بے حیائی فروغ پا جائے تو ان پر طاعون کو مسلط کر دیا جاتا ہے یا پھر ایسی مہلک بیماریوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جن کا پچھلی قوموں نے نام تک نہیں سنا ہوتا۔'' (ابن ماجہ)

آج ہم یہ سب کچھ دیکھ اور سن رہے ہیں ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان کا حصہ ہے اور اہل ایمان جنت میں ہوں گے اور بے حیائی ظلم ہے اور ظالم جہنم میں جائیں گے۔'' (ترمذی شریف)

رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں ۔ آج یہ فیشن کے نام پر عام ہو رہا ہے ۔ دین میں مردوں کے لیے حکم تھا کہ وہ ٹخنے کھلے رکھیں جبکہ عورتوں کو ستر اور پردے کا حکم دیا مگر آج عورتوں کی آدھی آدھی پنڈلیاں کھلی ہوئی ہیں ، لباس سکڑ رہا ہے ۔ الا ماشاء اللہ ۔ حالانکہ عورت اصلاً پوشیدہ رکھی جانی والی شے کو کہتے ہیں ۔ ہر قیمتی شے پوشیدہ رکھی جاتی ہے ، عورت کو بھی اللہ نے قیمتی شے بنایا ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد کو دیوث قرار دیا جس کے گھر کی عورتیں بے پردہ گھومتی ہیں اور دیوث کا کم سے کم ترجمہ ہے بے حیا اور جس کی غیرت ختم ہوگئی ہو۔

بحیثیت اُمتی ہمارا فرض ہے کہ ہم بے حیائی کے اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کی کوشش کریں ۔ سب سے پہلے اپنی ذات میں حیا کو لازم پکڑیں ، اس کے بعد اپنے گھر میں پردے ، حجاب اور حیا کے احکامات پر عمل درآمد ہو ، تعلیم و تربیت ایسی ہو کہ زندگیوں کو دین کے مطابق ڈھالنے میں آسانی ہو ۔ پھر اسی چیز کو ہم معاشرے میں عام کرنے کی کوشش کریں ۔ گھر میں بالفعل حکم ہو جبکہ معاشرے میں دعوت و تبلیغ ہوگی ، ترغیب و تشویق ہوگی ۔ حکمرانوں کے پاس بہرحال اختیار ہے کہ بے حیائی کا خاتمہ کریں اور شریعت کے احکام پر عمل درآمد کروائیں ۔ لیکن وہاں کیا ہو رہا ہے ؟ ٹرانسجینڈر قانون پاس کر کے ہم جنس پرستی کو تحفظ دیا جا رہا ہے ۔ اللہ کی ان نافرمانیوں کی وجہ سے ہی ہم آج تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں ۔ اللہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے ۔ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں حیا نہیں تو ایمان نہیں ۔ اس تعلق سے ہم ذہن سازی بھی کریں ۔ بات کو بھی آگے بڑھائیں ۔ بات چلتی ہے تو آگے چل کر اس کے اثرات بھی ہوتے ہیں ۔ جیسا کہ 14 فروری کو پہلے ویلنٹائن ڈے منایا جاتا تھا ۔ اس کے خلاف دینی طبقات نے بھی آواز اٹھائی ، عوام نے بھی اس بے حیائی کے کام کے خلاف اپنا ردعمل دیا ۔ اس کا نتیجہ ہے کہ رفتہ رفتہ ویلنٹائن ڈے کا رواج ختم ہو گیا ۔ منکرات کے خلاف مہم کا یہی سلسلہ ہم لے کر چل رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اس میں ہم سب کو حصہ ڈالنے کی بھی توفیق دے کیونکہ اس کے بغیر اُخروی نجات ممکن نہیں اور حیا کے بغیر بھی اُخروی نجات ممکن نہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے ان تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

۞۞۞

قرآن اور سُنّت کا باہمی تعلق (2)

ڈاکٹر اسرار احمد

یہ مضمون بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے انجمن کے سالانہ اجلاس منعقدہ 1974ء کے موقع پر صدارتی خطاب کا خلاصہ ہے۔ خصوصی اہمیت کے پیش نظر اس کو قارئین ندائے خلافت کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

وحی کے مختلف ذرائع

اس حقیقت کو ایک اور بات سے بھی سمجھ لیجیے' اس لیے کہ اس دَور میں بعض چیزیں جدید عقلیت پسندی (rationalism) کے زیر اثر ذہنوں سے اوجھل ہو گئی ہیں۔ آج شاید یہ سمجھا جاتا ہے کہ وحی کی بس ایک ہی شکل ہے جسے وحیٔ نبوت کہتے ہیں' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مختلف ذرائع (channels) بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً حیوانات میں جو جبلی ہدایت (animal instinct) ہے اسے بھی وحی قرار دیا گیا ہے۔ ازروئے الفاظِ قرآنی: ﴿وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ...... ﴾(النحل:68) ''اور تیرے ربّ نے وحی کی شہد کی مکھی کی طرف''۔ یہاں حیوانات کی جبلی ہدایت کے لیے وحی کا لفظ استعمال ہو رہا ہے۔ پھر بہت سے غیر نبی افراد کے لیے بھی یہ الفاظ آئے ہیں کہ اُن پر وحی کی گئی۔ حضرت مریم (سلام علیہا) کے بارے میں ہمارا اجماع ہے کہ وہ نبی نہیں تھیں' لیکن ان پر وحی ہوئی۔ ان کے بارے میں تو پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا بہت اونچا مقام ہے' خود قرآن کی رو سے ''صِدِّيْقَة'' ہیں' لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے لیے بھی وحی کا لفظ آیا ہے: ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى...﴾ (القصص: 7) ''اور ہم نے وحی کی موسیٰ کی ماں کی طرف......'' چنانچہ وحیٔ نبوت کا معاملہ تو بڑی چوٹی کی چیز ہے' اس سے کمتر درجے کی بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر لفظاً (literally) وحی کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ وحیٔ نبوت کے سوا تمام channels آج بھی کھلے ہیں' جیسے الہام ہو سکتا ہے' کشف ہے جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے' القاء ہے' یعنی اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں کوئی بات ڈال دیتا ہے' اسی طرح سے رؤیاء صالحہ (سچے خواب) ہیں' جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بشارتوں کے سوا نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں رہی''۔ صحابہ ؓ نے پوچھا: بشارتوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سچا خواب''۔ (صحیح البخاری)

صحیح مسلم میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

''یقیناً مبشراتِ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں بچا سوائے سچے خواب کے جو مسلمان دیکھتا ہے یا اُس کے لیے دیکھا جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

''سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔'' (صحیح البخاری)

کہیں آپ نے اس (سچے خواب) کو نبوت کا ساٹھواں حصہ بتایا ہے' جیسے مسلم کی ایک روایت میں الفاظ آئے ہیں:

''سچے خواب نبوت کے ساٹھ حصوں میں سے ایک ہیں۔'' (صحیح مسلم)

تو یہ سب چیزیں اب بھی جاری ہیں اور نبی ﷺ کے ساتھ بھی یہ تمام کی تمام چیزیں موجود تھیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کا خواب بھی وحی ہے' نبی کا القاء بھی وحی ہے' نبی کا الہام بھی وحی ہے' نبی کو جو کچھ اللہ تعالیٰ دکھا دیتا ہے وہ بھی وحی ہے' اور نبی کو اللہ تعالیٰ جو بصیرت عطا فرماتا ہے وہ بھی وحی ہے۔ اس لیے کہ نبی جو آسمانی ہدایت وصول (receive) کرتا ہے اس کا کوئی ایک چینل نہیں ہے' بلکہ اس کے متعدد چینلز ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات و واقعات کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ ایک خواب تھا جو انہوں نے بیٹے کو ذبح کرنے کے ضمن میں دیکھا تھا۔ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں:

﴿يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ﴾

''اے بیٹے! میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔'' (الصّٰفّٰت:102)

یہ کتنا سنگین معاملہ ہے کہ قتلِ ناحق بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ (اکبر الکبائر) ہے۔ اگر نبی کو اپنے خواب کے بارے میں ذرا سا بھی اشتباہ ہوتا تو کیا اتنی بڑی جرأت کی جا سکتی تھی جب تک کہ وحی باللفظ (verbal revelation) کی صورت میں واضح ہدایات نہ آ جاتیں؟ اگر ذرا سا بھی اس میں کسی اشتباہ کا معاملہ ہوتا تو اس حکم پر عمل کرنا بہت غلط بات ہو جاتی۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو جو خواب دکھایا گیا کہ عمرہ کر رہے ہیں تو آپ عمرہ کرنے کے لیے چل پڑے۔ آپ نے اس سلسلے میں سفر کیا اور پھر صلح حدیبیہ ہوئی۔ یہ ساری چیزیں بھی ایک خواب کی بنیاد پر ہیں۔ تو یہ تمام ذرائع ہیں جن سے نبی کو راہنمائی ملتی ہے۔ ان میں سے خاص وہ جو وحی باللفظ ہے وہ قرآن میں محفوظ (recorded) ہے۔ باقی مختلف طریقوں سے جو رہنمائی اور علم آپ کو ملتا رہا ان سب کے بارے میں ایک نہایت جامع حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جان لو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس جیسی ہی ایک چیز اور بھی'' (سنن ابی داؤد) جو اس کے ہم وزن اور اس کے برابر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو جو خاص بصیرت عطا فرمائی' آپ کو جو مشاہدات کرائے' آپ پر جو کچھ القاء فرمایا' جو الہام فرمایا' آپ کو خواب کے ذریعے جو ہدایات ملتی رہیں اور آپ کو جو بھی کشف ہوتا رہا' یہ تمام چیزیں نبی ﷺ کے لیے بھی قطعی ہیں جن میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور یہ بھی درحقیقت وحی کا حصہ ہیں۔ البتہ یہ وحی متلو نہیں ہے' یہ وحی باللفظ نہیں ہے۔

ہمارے ہاں وحی کے لیے دو اصطلاحیں مستعمل ہیں: وحیٔ متلو اور وحیٔ غیر متلو۔ وحیٔ متلو وہ ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے' یعنی قرآن۔ وحیٔ غیر متلو وہ ہے جس کی تلاوت نہیں ہوتی۔ دوسرے الفاظ میں انہیں وحیٔ جلی اور وحیٔ خفی کہتے ہیں۔ وحیٔ جلی جو بالکل واضح ہے وہ قرآن ہے' اور دوسری وحیٔ خفی ہے' اس کو ہم قرآن کے درجے میں نہیں رکھتے۔ البتہ وحی ہونے کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں' جیسا کہ شرکِ جلی اور شرکِ خفی کے بارے میں عرض کیا کرتا ہوں کہ شرک ہونے کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ایک واضح ہے' سامنے دکھائی دینے والا شرک ہے کہ ایک شخص بت کو سجدہ کر رہا ہے جبکہ ایک ذرا اندر چھپا ہوا' ریاکاری والا شرک ہے کہ ایک انسان کسی کو خوش کرنے کے لیے نیک کام کر رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی وہ شرک کر چکا' جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا وہ شرک کر چکا' اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ کیا وہ شرک کر چکا۔'' (مسند احمد) تو شرکِ خفی اور شرکِ جلی میں شرک ہونے کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں' دونوں شرک ہیں۔ البتہ ایک ظاہر و باہر شرک ہے اور ایک چھپا ہوا شرک ہے۔ اسی طرح وحیٔ خفی اور وحیٔ جلی کا معاملہ ہے۔ (جاری ہے)

مغرب خود تو معاشرتی طور پر پوری طرح سے تباہ ہو چکا ہے، اب وہ چاہتا ہے کہ ہمیں بھی تباہ کر دیا جائے: خورشید انجم

مغرب اور اس کے ایجنٹ بے حیائی کو فروغ دے کر مسلمانوں کو بے حس، بے حمیت اور غیرت سے خالی کرنے کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں: آصف حمید

یہ قومی المیہ ہے کہ ہمارے کالجز اور یونیورسٹیز میں LGBTQ+ and Transgenderism پر باقاعدہ لیکچرز ہو رہے ہیں: رضاء الحق

تنظیم اسلامی کی حیا اور ایمان مہم کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: قرآن وحدیث کی روشنی میں حیا کی تعریف کیا ہے؟

خورشید انجم: لغوی اعتبار سے حیا وقار، متانت اور سنجیدگی کو کہتے ہیں۔ اصطلاحی مفہوم میں حیا وہ خوبی اور وصف ہے جو انسان کو کسی منکر، کسی قبیح یا کسی برے کام سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے اور اس کے اندر کچھ خوبیاں رکھی ہیں انہی میں سے ایک حیا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص بہت شرم والا تھا تو اس کے بھائی نے اس سے کہا کہ اتنی شرم نہ کیا کرو تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ شرم ایک اچھی صفت ہے، یہ خیر ہی لاتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیا خیر ہی خیر لاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس چیز میں حیا ہوگی وہ اسے خوبصورت بنادے گی۔ اور جہاں بے حیائی ہوگی وہ اسے بدصورت بنادے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیا یہ ہے کہ سر اور اس کے اندر والی جگہ کی حفاظت کی جائے اور اسی طرح پیٹ اور اس کے اندر کی حفاظت کی جائے اور موت کا تذکرہ بکثرت کیا جائے یعنی موت کو یاد رکھا جائے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان کی 60 سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ قرآن مجید نے بھی حیا کے وصف کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا ہے: ”اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم وحیا سے چلتی ہوئی آئی کہنے لگی کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں۔“ (القصص:25)

یہ ایک وصف ہے جو انسان کے اندر ہونا چاہیے۔ ہمارے ہاں یہ صرف عورتوں کا وصف سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ قرآن مجید میں جہاں نگاہ نیچی رکھنے کا ذکر کیا گیا وہاں پہلے مردوں کو مخاطب کیا گیا پھر عورتوں کا ذکر کیا گیا۔ تو اس حوالے سے یہ مرد وعورت دونوں کی بنیادی خوبی ہے اور دونوں سے ہی حیا کا تقاضا ہے۔

آصف حمید: حیا اصل میں کسی برے یا قبیح عمل سے جھجک کا نام ہے اور جب حیا نہ رہے تو وہ بے حیائی ہے۔ حیا اگر کردار میں سے ختم ہو جائے تو یہ چیز فحاشی کی طرف

مرتب: محمد رفیق چودھری

لے جاتی ہے اور اگر وہ کاروبار میں ختم ہوجائے تو یہ چیز انسان کو بے ایمانی کی طرف لے جاتی ہے۔ اسی طرح حیا اگر آمدنی کے حوالے سے ختم ہوجائے تو پھر انسان رشوت، بھتے وغیرہ میں ملوث ہوجاتا ہے۔ حدیث یہ ہے کہ اگر تو حیا نہیں کرتا تو پھر جو چاہے کر۔ گویا اگر تمہارے اندر جھجک ختم ہوگئی تو پھر تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔ ہم بنیادی طور پر جس حیا کی بات کر رہے ہیں وہ فحاشی تک پہنچ چکی ہے اور آگے وہ زنا کے پاس کھڑی ہوئی ہے۔ پاکستان میں زندگی کے ہر معاملے میں حیا ختم ہوچکی ہے جس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ تنظیم اسلامی کی حیا مہم اسی حوالے سے شروع کی گئی ہے۔

سوال: ماضی قریب سے ایل جی بی ٹی پلس کا ایجنڈہ پوری دنیا میں چل رہا ہے، اسے پاکستان میں بڑے زور وشور سے متعارف کروانے کی کوشش کی گئی۔ پھر یہاں ٹرانسجینڈر قانون کو متعارف کرایا گیا، اس کے ذیل میں جنسی بے راہ روی اور ہم جنس پرستی کے حوالے سے جو باتیں ہو رہی ہیں اس ضمن میں تنظیم اسلامی کا کیا موقف ہے؟

رضاء الحق: LGBTQ+ کی تاریخ کو دیکھیں تو 1979ء میں سیڈا کنونشن آیا تھا جس کا عنوان تھا: "Convention on Elimination of all froms of Discrimination Against Women." افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کا پاکستان بھی signatory ہے۔ اس میں عورتوں اور مردوں کو بالکل برابر قرار دیا گیا تھا اور پھر خواتین کے حقوق کے نام پر عالمی سطح پر چار کانفرنسز میکسیکو، نیروبی، کوپن ہیگن اور بیجنگ میں منعقد کی گئیں۔ درمیان میں قاہرہ کانفرنس ہوئی اور پھر بیجنگ پلس فائیو کانفرنس ہوئی جو کہ اقوام متحدہ کے تحت کی گئی۔ یہ سارا ایجنڈہ جب آگے بڑھنا شروع ہوا تو اس کی آڑ میں بے راہ روی اور فحاشی کو پھیلانے کی نت نئے انداز میں کوشش کی گئی، اسی کے مختلف شیڈز آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیے اور وہ شیڈز زیادہ واضح ہوکر سامنے آئے جب 2006ء کے آخر میں انڈونیشیا کے شہر یوگیا کارتا میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں کچھ اصول جنسی رجحان اور جینڈر شناخت کے ساتھ ساتھ ہم جنس پرستی دوجنسہ کو سامنے رکھ کر ترتیب دیے گئے اور پھر ٹرانسجینڈر رہی وہ T ہے جس کے تحت پاکستان میں باقاعدہ ایک قانون سامنے آگیا اور وہ قومی اسمبلی، سینٹ سمیت صدر مملکت کے دستخط کے ساتھ قانون کا حصہ بن گیا۔ ایک ہے قانون بن جانا پھر اس کے اوپر عمل داری شروع ہوگئی۔ چنانچہ نام نہاد ٹرانسجینڈروں کے لیے ملکی ادارے سرگرم ہوگئے۔ نادرا کے آفس سے لے کر پولیس کے محکمہ میں ان کے لیے

آسامیاں نکال دی گئیں ۔حتیٰ کہ کچھ ماہ پہلے سندھ کے بلدیاتی انتخابات میں ٹرانسجینڈرز کے لیے علیحدہ سیٹس رکھ دی گئیں۔ پھر جوائے لینڈ جیسی فلمیں سامنے آئیں جن کو میڈیا میں پروموٹ کیا جا رہا ہے۔ پچھلی اور موجودہ حکومت کے وزراء نے اس کو پروموٹ کیا۔ پھر 8 مارچ کو عورت مارچ کے نام سے ایک پورا دن منایا جاتا ہے اور تقاریب ہوتی ہیں۔اس میں شروع میں انہوں نے عورتوں کے حقوق کا نام لینا شروع کیا، پھر اسلامی شعائر پر حملے شروع کر دیے اور بالآخر اب یہ بات LGBTQ+ اور ٹرانسجینڈر کے حقوق تک پہنچی ہے۔

تنظیم اسلامی مختلف وقتوں میں ان خرافات کے خلاف آگاہی منکرات مہم چلاتی ہے۔ اب وفاقی شرعی عدالت میں ٹرانسجینڈر قانون کے خلاف جو پٹیشن موجود ہے تنظیم اسلامی بھی بطور پٹیشنر اس میں شامل ہوچکی ہے۔ ابھی 28 فروری کو اسلام آباد میں اس کی سماعت تھی۔ ہمارے کچھ دینی رجحان رکھنے والے لوگ جو اسمبلیوں میں بھی موجود ہیں، انہوں نے تجویز دی ہے کہ اس قانون کو تبدیل کرکے (انٹرسیکس طبقہ) جو واقعی حفاظت کے مستحق ہیں ان کے لیے نیا قانون بنایا جائے۔ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ ٹرانسجینڈر قانون کے ذریعے ہم جنس پرستی کو فروغ ملے۔

سوال: آج کل پاکستان کے معاشی حالات اتنے برے ہیں، جتنے تاریخ میں پہلے کبھی نہیں تھے لیکن حکومت پنجاب 5 تا 16 مارچ جشن بہاراں منارہی ہے جس میں پاکستان کے علاوہ ازبکستان، تاجکستان کے کھلاڑی اور فنکار پرفارم کریں گے۔ان تمام چیزوں کے لیے رقم کہاں سے آتی ہے؟

آصف حمید: قرآن مجید کی ایک اصطلاح ’’اللغو ‘‘ ہے۔ وہ عمل یا وہ تفریح جو انسان کو اللہ سے دور کردے وہ لغو ہے۔اہل ایمان کے بارے میں کہا گیا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳﴾ (المومنون)

’’اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔‘‘

اس وقت دنیا میں برائی کو پھیلانے کے لیے ایک گلوبل ایجنڈا چل رہا ہے جس کی بڑی جہتیں ہیں۔سب سے بڑا ہتھکنڈا معاشی ہے کہ انسان پر معاش اتنی تنگ کردی جائے کہ اس کو اس کے علاوہ کوئی چیز سوجھے ہی نہ۔یعنی اسلام، دین، اخلاقیات وغیرہ کی طرف ان کی توجہ ہی نہ جائے۔ اگر کوئی تھوڑا وقت مل بھی جائے تو اس میں سمارٹ فون پروہ ایسی چیزیں دکھا رہے ہیں جن سے انسان کا ذہن برائی ہی کی طرف مائل ہوتا جاتا ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں کے پاس واحد ایک چیز بچ گئی تھی وہ ان کا خاندانی نظام تھا۔ مغرب کو خوف لاحق تھا کہ کہیں اس سے اسلام کی روایات دوبارہ زندہ نہ ہوجائیں۔ اس خاندانی نظام کو توڑنے کے لیے مغرب پے در پے حملے کر رہا ہے اور اس کے لیے وہ ملین نہیں بلکہ بلین ڈالرز خرچ کرتے ہیں۔ مغرب والوں کو پتا ہے کہ اگر ہم مسلمانوں کے اندر سے حیا نکال دیں تو ان کو ہم قابو کرلیں گے۔اسی کے مظاہر ہیں کہ جب پاکستان میں اسلام پر حملے کرنے ہوں تو مغربی این جی اوز پوری طاقت کے ساتھ سڑکوں پر ہوتی ہیں۔ان تمام این جی اوز کی فنڈنگ عالمی سطح پر ہوتی ہے اور ان کے پیچھے شیطانی

> **نائن الیون کے بعد امریکہ نے میڈیا پر بہت خرچ کیا ہے اور اسی دور میں پاکستان میں نجی ٹی وی چینلز کی بھر مار شروع ہوئی جو امریکہ کا بیانیہ کھلم کھلا یہاں بیان کرتے رہے**

اور دجالی ایجنڈے ہیں۔ وہ پیسے دے کر دین بے زار سیکولر ذہن رکھنے والے لوگوں کو ایجنٹ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک خوفناک ایجنڈا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ نائن الیون کے بعد امریکہ نے میڈیا پر کتنا خرچ کیا ہے اور اسی دور میں پاکستان میں نجی ٹی وی چینلز کی بھر مار شروع ہوئی جو امریکہ کا بیانیہ کھلم کھلا یہاں بیان کرتے رہے اور افغانستان اور عراق پر امریکی حملے کو جائز اور درست قرار دیتے رہے۔ بعض چینلز کو انڈین فنڈنگ بھی ہوتی رہی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میڈیا نے ہماری معاشرتی جڑوں کو بھی کھوکھلا کیا۔ اس وقت ترکی اور شام میں زلزلے سے تباہی آئی ہوئی ہے ، مسلمان سخت تکلیف میں ہیں اور دوسری طرف پاکستان میں PSL ہو رہا ہے اور اس PSL کی سپانسرز وہ کمپنیاں ہیں جو جوے وغیرہ کراتی ہیں اس کے ساتھ بے حیائی بھی پھیلائی جارہی ہے۔ پھر پاکستانی چینلز پر جو ڈرامے دکھائے جاتے ہیں انہوں نے رحمی رشتوں تک کے تقدس کو پامال کردیا ہے۔جب سے یہ LGBT+ کا معاملہ آیا ہے تو امریکہ نے تقریباً دو سو ملین ڈالرز اس فتنے کو پروموٹ کرنے کے لیے مختص کر دیے ہیں۔ اب اس پر اشتہار اور ڈرامے بننا شروع ہوگئے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ایسے ایمان فراموش لوگ موجود ہیں جن کو ڈالرز نظر آتے ہیں تو آگے بڑھ کر سرگرم ہوجاتے ہیں۔ جب ہمارے اپنے معاشرے کے لوگ یہ کام کریں گے تو اس سے زیادہ motivation ملتی ہے۔اسی طرح ناچ گانے کو پہلے قابل نفرت سمجھا جاتا تھا اور ایسے کاموں میں ملوث افراد کو بُرا جانا جاتا تھا لیکن آج اُن کو ہیروز بنایا جاتا ہے ، یہ ایسے ہی نہیں ہوا بلکہ اربوں ڈالرز اس پر خرچہ ہوا ہے ۔ سونیا گاندھی نے 20 سال پہلے کہا تھا کہ ہم نے پاکستان کو ثقافتی لحاظ سے فتح کرلیا ہے۔آج ہر بندے کے ہاتھ میں سمارٹ فون ہے جہاں دجالی تہذیب کو پروموٹ کیا جا رہا ہے۔ یہ مسلمانوں کو بے حس، بے حمیت اور غیرت سے خالی کرنے کا ایجنڈا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کوئی بھی غیر اسلامی قانون بن جائے تو عوام پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔ ہمیں پتا نہیں لگ رہا ہے کہ یہ بے حیائی اور فحاشی ہمارے گھروں کے اندر تک پہنچ گئی ہے۔

سوال: اقوام متحدہ کے سوشل انجینئرنگ پروگرام اور مغربی تقلید کے ٹرینڈ نے پاکستان میں پردے اور حجاب کو قدامت پسندی کی علامت بنادیا ہے۔ کیا یہ ٹرینڈ ہماری معاشرتی اقدار کو پامال کرنے کا سبب بنے گا؟

خورشید انجم: تاریخی طور پر دیکھیں تو ایک زمانے میں مغرب جہالت میں ڈوبا ہوا تھا جسے وہاں ’’ڈارک ایجز‘‘ کا نام دیا جاتا ہے۔ پھر مغرب کے طلبہ جب قرطبہ، بغداد اور اندلس کی یونیورسٹیوں میں پڑھ کر آئے تو اس کے نتیجہ میں مغرب میں اصلاحی اور احیائی تحریکیں چلیں ۔ یہ بنیادی طور پر نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کا نور تھا جو یورپ پہنچا اور وہاں کے لوگوں نے پوپ اور ظالمانہ بادشاہتوں سے آزادی حاصل کی۔لیکن ابلیس اور اس کے کارندوں نے اسی آزادی کو مادر پدر آزادی میں بدل دیا اور اس کے بعد مغرب اسی شیطانی ایجنڈے کو لے کر چل رہا ہے ۔ چنانچہ مغرب خود تو معاشرتی طور پر پوری طرح سے تباہ ہوچکا ہے۔ مغربی تہذیب بالکل ننگی ہوچکی ہے۔ امریکی صدر کلنٹن نے کہا تھا کہ ہماری آئندہ نسلیں نکاح کے بندھن کے بغیر پیدا ہونے والے افراد پر مشتمل ہوں گی۔ اوباما نے کہا تھا کہ عورت کو واپس گھر میں لے کر آؤ۔ سوویت یونین کے آخری صدر گورباچوف نے

کہا تھا کہ ہمیں ایک تحریک چلانی چاہیے کہ عورت کو واپس اپنے مقام یعنی گھر تک لایا جاسکے۔ یعنی مغرب کا بیدار مغز بھی اب تسلیم کر چکا ہے کہ مغربی تہذیب نے انہیں تباہ کر دیا ہے۔ اب پس پردہ قوتیں اسی شیطانی تہذیب کو مشرق پر مسلط کر رہی ہیں۔ اسی مقصد کے تحت قاہرہ کانفرنس، بیجنگ کانفرنس اور پھر بیجنگ پلس فائیو کانفرنس ہوئی۔ ان کا ایجنڈا روشن خیالی اور مادر پدر آزادی تھا۔ یعنی جہاں مغرب پہنچ چکا ہے وہاں ہمیں بھی پہنچا رہے ہیں۔ ان کانفرنسز میں یہ طے ہوا تھا کہ جسم فروشی کو برا نہیں کہا جائے گا۔ پھر یہ کہ عورت کو بھی طلاق کا حق حاصل ہونا چاہیے اور بیوی گھر کے کام کر کے اپنے شوہر سے اجرت طلب کر سکتی ہے، حمل کے دوران وہ جو تکالیف جھیلتی ہے اس پر وہ اجرت طلب کرسکتی ہے۔ یہ سب کچھ اقوام متحدہ کے تحت ہو رہا ہے اور پاکستان نے اس پر دستخط کیے ہیں۔ اقوام متحدہ اس کے لیے فنڈز دیتا ہے اور ہماری حکومت ان کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے بالکل تیار بیٹھی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ مشرف دور میں خواتین کے لیے اسمبلی میں 33 فیصد سیٹیں مختص کی گئیں۔ حالانکہ یہ چیز خود امریکہ میں بھی نہیں ہے۔ اصل میں سیاسی طور پر مغرب نے ہمیں مکمل طور پر فتح کر لیا ہے۔ چاہے وہ پارلیمانی جمہوری نظام ہو، چاہے وہ صدارتی نظام ہو۔

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا خودشناس و خود نگر

یعنی اس وقت دنیا میں غیر اللہ کی حاکمیت ہی چل رہی ہے۔ اسی طرح معاشی طور پر ہم مغربی سودی نظام میں پوری طرح جکڑے ہوئے ہیں اور اس جکڑن میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ البتہ ہمارا معاشرتی وسماجی نظام کسی درجے میں محفوظ تھا لیکن اب ایسے قوانین کے ذریعے وہ ہمارے گھروں میں پہنچ چکے ہیں۔ اسلام کی کچھ اقدار ابھی باقی ہیں لہٰذا ان کی کوشش ہے کہ یہ بھی بالکل ختم ہو جائیں۔

سوال: روشن خیالی اور حقوق نسواں کے نام سے ہمارے تعلیمی اداروں میں بھی مغربی ایجنڈے کے اثرات پہنچ چکے ہیں۔ اس کا تدارک کیسے ممکن ہے؟

رضاء الحق: یہ بڑی بدقسمتی والی بات ہے کہ ہمارے کالجز اور یونیورسٹیز میں منشیات کا عام ہونا ایک طرح سے پرانی بات ہو چکی ہے۔ اب وہاں LGBTQ+ and Transgenderism پر باقاعدہ لیکچرز ہو رہے ہیں۔ معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ اسلام آباد کی ایک یونیورسٹی میں رحمی رشتوں (بھائی اور بہن) کے درمیان جنسی تعلق کے متعلق کوئز میں پوچھا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ اپنے تجربے کی بنیاد پر اس پر کمنٹ کریں۔ بہرحال بعد میں خبر آئی کہ یونیورسٹی نے اس پروفیسر کو نکال دیا۔ لیکن سوچنے کی بات ہے کہ اسلامی نظام تعلیم میں بگاڑ والا جو کام لارڈ میکالے سے شروع ہوا تھا اس میں اب تک کتنا اضافہ ہو چکا ہے۔ حتیٰ کہ incest کو بھی عام کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ مغرب میں بھی incest غیر قانونی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کی بائبل (تحریف شدہ) میں incest کے واقعات تک موجود ہیں۔ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مغربی معاشرہ کس قدر گندگی میں پڑ چکا ہے کہ بائبل میں بھی ایسی چیزیں ڈال دی ہیں اور پھر پادری ان چیزوں کو آگے پھیلاتے ہیں۔ دوسری طرف شیطنت کی بنیاد پر جو تہذیب کھڑی کی گئی اس کے اندر تو باقاعدہ اس کی اجازت بھی دی گئی۔ اب یہ ایجنڈا ہمارے تعلیمی اداروں میں بھی پہنچ چکا ہے۔ پاکستان میں مشہور یونیورسٹی لمز میں بہار 2023ء کا کیلنڈر آف ایونٹس جاری کیا گیا ہے جو کہ سیدہ وحید جینڈر initiative کے نام سے ہے۔ یہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کے ایونٹس ہیں جس میں آدھا رمضان بھی شامل ہے۔ اس میں داغدار اجالا کے نام سے ٹرانسجینڈر پر ایک فلم دکھائی جائے گی۔ پھر عورتوں کے مخصوص ایام کے حوالے سے ''پیریڈ آرٹ'' کے نام سے آرٹ گیلری کا انعقاد کیا جائے گا اور اس کے اوپر انعامات بھی دیے جائیں گے۔ پھر LGBTQ کے Queer companions کے نام سے ایک کتاب لانچ کی جائے گی۔ اس ایجنڈے کو مغربی این جی اوز اور پاکستانی ایلیٹ کلاس مل کر آگے بڑھا رہے ہیں۔ جہاں تک اس ایجنڈے کو روکنے کا تعلق ہے تو سب سے پہلے ہمیں عوامی سطح پر اخلاقی تعلیم و تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ گھر کے اندر والدین کا بھی انتہائی اہم رول ہے۔ لیکن خاص طور پر جب تک آپ نظام تعلیم سے شروع کرتے ہوئے سارے نظام میں تبدیلی نہیں کریں گے تو یہ چیزیں آگے بڑھتی رہیں گی۔ ہمیں بھی ان چیزوں کا راستہ روکنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

ہمارے کالجز، یونیورسٹیز اور دیگر تعلیمی ادارے اپنے اشتہارات میں نصاب نہیں دکھاتے بلکہ لڑکے لڑکیوں کو اکٹھے بیٹھے ہوئے دکھاتے ہیں۔ وہ کیا پیغام دے رہے ہیں؟

آصف حمید: انہوں نے مسلمان اُمت کو مکمل طور پر مسخر کرنے کے لیے اس خاندانی نظام کو توڑا ہے اور اس کے نظام تعلیم کو متاثر کیا ہے تاکہ مسلمانوں میں اپنے تشخص کے بارے میں شکوک پیدا ہو جائیں اور کہا جائے کہ کیسے مسلمان ہیں۔ ابھی آپ دیکھ لیں کہ اتنا الحاد پھیل گیا ہے کہ بچوں کو دین سے متنفر کیا جا رہا ہے۔ یہ سب چیزیں اس معاشرے کو بدترین بنانے کے لیے ہو رہی ہیں۔ پردہ تو دور کی بات یونیورسٹیز میں رہا سہا لباس بھی کم سے کم تر ہو رہا ہے اور معاشرہ اتنا گل سڑ چکا ہے کہ والدین بھی اس کو برائی محسوس نہیں کرتے۔ یونیورسٹیز اور تعلیمی ادارے اپنے اشتہارات میں نصاب نہیں دکھاتے بلکہ لڑکے لڑکیوں کو اکٹھے بیٹھے ہوئے دکھاتے ہیں۔ وہ کیا پیغام دے رہے ہیں؟ نظام تعلیم ٹھیک ہوتا ہے تو قوم کے دوبارہ اُٹھنے کا امکان ہوتا ہے۔ ان تعلیمی اداروں میں مغربی تہذیب کی اتنی تشہیر ہو رہی ہے کہ بچے اس سے متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ کرنے کا کام یہ ہے کہ والدین گھروں میں اپنے بچوں کی تربیت کریں، ان کو قرآن سے جوڑیں، دین سے جوڑیں۔ ان کو بتائیں کہ جو تم دیکھ رہے ہو یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ والدین کو شعور دے کہ وہ اپنے بچوں کے اندر شعور اجاگر کر سکیں۔

سوال: تنظیم اسلامی ملک گیر سطح پر حیا اور ایمان مہم چلا رہی ہے۔ اس مہم کی تفصیلات کیا ہے؟

خورشید انجم: تنظیم اسلامی منکرات کے خلاف اور کرنٹ ایشوز کے حوالے سے مختلف مہمات چلاتی رہتی ہے۔ حالیہ مہم کا آغاز امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ کی کراچی میں میٹ دی پریس پروگرام سے ہوا ہے جہاں صحافیوں کے سامنے امیر محترم نے اس مہم کے اغراض و مقاصد بڑی تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ اس کی ویڈیو یوٹیوب پر موجود ہے۔ اور ندائے خلافت کے گزشتہ شمارے میں اس کا خلاصہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ آگاہی منکرات کے لیے جو بھی ممکنہ ذرائع ہو سکتے ہیں ان کو ہم استعمال میں لاتے ہیں۔ یہ بھی ایک مسئلہ ہے

کہ ان حوالوں سے آگاہی ہی نہیں ہے۔ اس کے لیے ہم کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے جو رفقاء اجتماعات جمعہ میں مساجد کے اندر خطاب کرتے ہیں اس میں اس ایشو کو ایڈریس کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جمعہ میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ پھر اس موضوع پر خصوصی پروگرام کسی ہال یا مسجد کے اندر منعقد کیا جاتا ہے۔ عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لیے ہینڈ بلز اور بروشر تقسیم کیے جاتے ہیں

ہمارے معاشرے میں ایسے ایمان فراموش لوگ موجود ہیں جن کو ڈالرز نظر آتے ہیں تو آگے بڑھ کر مغربی ایجنڈے کے لیے سرگرم ہو جاتے ہیں۔ خطرہ باہر سے بھی ہے اور اندر سے بھی۔

اور پھر واکس اور ریلیاں ہوتی ہیں، رکشوں اور چوکوں پر فلیکس لگائے جاتے ہیں۔ پھر اسی حوالے سے اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے۔ قومی وصوبائی اور سینیٹ کے ممبران، ججز، بیوروکریٹس، سکولز، کالجز، یونیورسٹیز کے سربراہان اور معاشرے کے بااثر افراد کو خطوط لکھے جاتے ہیں اوران کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ علماء بے حیائی کے اس عفریت سے واقف ہیں، ان کو بھی خطوط لکھے جاتے ہیں تاکہ وہ بھی اپنی مساجد میں خطبات جمعہ اور دروس میں لوگوں کو آگاہ کریں۔ پھر میڈیا کے ذریعے خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے بھی ہم اپنی بات پہنچاتے ہیں۔ زمانہ گواہ ہے پروگرام اور تنظیم کی ویب سائٹس سے اس حوالے سے آگاہی دی جاتی ہے۔ اسی طرح اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیے ہیں وہ معاشرہ رواج کے تحت نہیں دے رہا اس ایشو کو بھی اس مہم کے ذریعے ہم واضح کرتے ہیں۔ مثلاً لڑکا پیدا ہو تو بڑی خوشیاں منائی جاتی ہیں لیکن اگر لڑکی پیدا ہو تو صورتحال مختلف ہو جاتی ہے۔ یہ ہمارا جاہلانہ تصور بن چکا ہے۔ حالانکہ اسلام میں لڑکی کو رحمت کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی ہے ایسے شخص کو جو ایک یا دو یا تین یا زیادہ لڑکیوں کی کفالت کرتا ہے وہ قیامت کے دن حضور ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ اسی طرح شادی کے موقع پر نکاح لڑکی کی مرضی کے بغیر کر دیا جاتا ہے جس سے معاشرتی فساد پھیلتا ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کو وراثت میں حقوق نہیں دیے جاتے۔ جاگیرداروں میں لڑکیوں کی قرآن کے ساتھ شادی کی جاتی ہے تاکہ جائیداد محفوظ رہے۔ اسی طرح ونی، کاروکاری جیسی دوسری رسومات ہیں جن کے خاتمے کے لیے ہم کوشش کرتے ہیں۔

سوال: پاکستان میں بے حیائی کے خاتمے اور شرم وحیا کے فروغ میں والدین، اساتذہ، علماء کرام، میڈیا اور حکومت کیا رول ادا کر سکتے ہیں؟

آصف حمید: کچھ عرصہ پہلے پوری دنیا میں کورونا وائرس کی وبا پھیلی اور کئی لوگ دنیا سے چلے گئے۔ اس وباء کو خطرہ قرار دیتے ہوئے حفاظتی اقدامات کیے گئے، اسی طرح اگر کسی بھی برائی کے حوالے سے میڈیا پر تشہیر ہو جائے کہ یہ برائی ہے اور اس کے بہت زیادہ نقصانات ہیں تو اس کے معاشرے پر کافی اچھے اثرات ہو سکتے ہیں۔ یہ بے حیائی اور فحاشی کی وبا معاشرے کے لیے سب سے زیادہ خطرناک ہے اس کو روکنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔ کورونا تو صرف جان لیتا تھا لیکن بے حیائی کی یہ وبا ایمان بھی چھین لیتی ہے جس سے انسان کی دنیوی اوراُخروی دونوں زندگیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ یہ بے حیائی، فحاشی، عریانی اور کرپشن تو ایک متفق علیہ منکر ہیں لیکن دینی جماعتیں ان کے خلاف اکٹھی نہیں ہو رہی ہیں۔ حالانکہ ان کے خلاف وہ مل کر مہم چلا سکتی ہیں۔ دوسری طرف شر کی طاقتیں مل کر کوششیں کرتی ہیں لیکن اپنے مدمقابل کو تقسیم کر دیتی ہیں تاکہ متحد ہو کر مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں نہ آجائیں ۔ بے حیائی اور فحاشی تو موبائل کی صورت میں ہمارے گھروں میں داخل ہو چکی ہے البتہ LGBTQ+ دروازوں پر دستک دے رہی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ کے مرد مرد نہ رہیں، غیرت تو ختم ہوگئی اب ان میں مردانگی بھی ختم کر دو۔ یہ سارا کا سارا ابلیسی شیطانی، دجالی ایجنڈا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ والدین اگر اس حوالے سے فکرمند ہو جائیں تو وہ بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں اور انہیں کرنا بھی چاہیے۔ پھر ہم جو تنظیم کے پلیٹ فارم پر حیا اور ایمان کی مہم چلا رہے ہیں اس میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور امیر تنظیم اسلامی کے بڑے قیمتی بیانات آرہے ہیں۔ احادیث ہیں، ہمارے سلوگنز ہیں لوگوں کو چاہیے کہ ان کو پھیلانے میں ہمارا ساتھ دیں تاکہ کچھ ان کی طرف سے حق ادا ہو۔ اس وبا کے مہلک پن کو معاشرے کا ہر فرد محسوس کرے اور اس کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔ اس معاملے میں حکومتی عہدیدار اللہ کے ہاں سب سے بڑھ کر جوابدہ ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

”بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“ (النور:19)

اس آگاہی کے لیے ہر شخص اپنا حصہ ڈالے تاکہ کل اللہ کے ہاں معذرت پیش کر سکے کہ یا اللہ جتنا تم نے مجھے اختیار دیا تھا اس کے مطابق میں نے کوشش کی تھی۔

سوال: تنظیم اسلامی کے نزدیک پاکستان میں اسلامی انقلاب لانے کے لیے کس قدر کام کی ضرورت ہے؟

خورشید انجم: یہاں انقلاب ایک تحریک کے ذریعے آسکتا ہے اور تحریک کچھ لوگوں سے مل کر ہی بنے گی جو اس نظریے کے ساتھ مخلص ہوں، جن کی نظر دنیا پر نہیں آخرت پر ہو۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا تھا:

((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ)) (صحیح بخاری) ”دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جیسے تم مسافر ہو یا عارضی طور پر کسی راستہ پر چلنے والے ہو۔“ یعنی فکری لحاظ سے ان کے اندر یہ تبدیلی پیدا ہو چکی ہو کہ ہم تو آخرت کے مسافر ہیں، اس کے لیے تیاری کرنی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے دائرہ اختیار میں شریعت کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ جیسے تنظیم کی دعوت ہے کہ جو لوگ آئیں ان کو اکٹھا کیا جائے ان کی ایک تنظیم بنائی جائے جو بیعت کی بنیاد پر ہو اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کی روشنی میں جدوجہد کی جائے۔ پھر ان کی تربیت کی جائے۔ بقول شاعر ؎

تو خاک میں مل اور آگ میں جل، جب خشت بنے تب کام چلے
ان خام دلوں کے عنصر پر بنیاد نہ رکھ، تعمیر نہ کر

یعنی ان کی انقلابی تربیت کی جائے اور اللہ تعالیٰ تو متقین ہی کو قبول فرماتا ہے۔ ایسے متقین جب کسی منظم، پرامن، انقلابی تحریک کو لے کر نکلیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کامیابی بھی دے گا۔ ان شاء اللہ!

❁❁❁

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

رمضان کیسے گزاریں؟

ڈاکٹر رخسانہ جبیں

ہمارے مالک اور پروردگار نے ہمارے لیے رمضان کو دنیا میں تعمیر سیرت اور ڈھیروں خیر و برکت سمیٹنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

آیئے! اس رمضان کو کچھ اس طرح گزارنے کی منصوبہ بندی کریں کہ اپنے اندر کی چھپی ہوئی صلاحیت کو دریافت کریں۔ اس کو قرآن کے ذریعے پروان چڑھائیں اور حقیقی صالح، پاکیزہ، اللہ کا پیارا انسان بن کر دکھائیں۔ آیئے! آنے والے رمضان کا استقبال کریں جیسا کہ اس معزز مہمان کا حق ہے۔

استقبال رمضان کی ایک تیاری آسمانوں پر ہوتی ہے، روزہ داروں کے لیے جنت سال بھر سے سجائی جاتی ہے۔ یہ کون سا موقع ہے کہ جنت کے سارے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور فرشتے پکار پکار کر بندوں کو اللہ کی طرف بُلا رہے ہیں۔

زمین پر کتنے روزہ دار ایسے ہوں گے جو سال بھر سے رمضان کی تیاری کرتے ہوں؟ چلیں مہینہ بھر قبل ہی اس کے بارے میں سوچیں رمضان میں (جسمانی ضروریات کی اشیاء بیسن، کھجور، گھی تو ہم پہلے خرید ہی لیتے ہیں) روح کی ضروریات کیا ہیں؟ ایک چارٹ اور لسٹ اس کی بھی بننی چاہیے۔

1- روزے کے مقاصد سمجھیں۔ قرآن، تفاسیر و احادیث میں رمضان کی اور روزے کی تفصیلات کا مطالعہ کریں۔ اچھی اچھی کتابوں سے رمضان کی تفصیل پڑھیں۔ روزہ کن چیزوں سے تقویت پاتا ہے، کن باتوں سے خراب ہوتا ہے۔ رحمتیں اور برکتیں سمیٹنے کے مسنون طریقے کیا ہیں؟

2- اگر ہمارے اردگرد مسجدوں میں، گھروں میں استقبال رمضان کے پروگرام ہوتے ہیں تو ان میں شامل ہو کر راہنمائی حاصل کریں۔

3- حفاظِ قرآن رمضان سے قبل دورہ قرآن کی تیاری کے لیے دہرائی شروع کردیتے ہیں۔ باقی افراد کو بھی قرآن کا جتنا حصہ یاد ہے اس کو خوب دہرالیں تاکہ نمازوں میں پڑھ سکیں اور تدبر بھی کرسکیں۔

4- 15 شعبان سے قبل کچھ نفلی روزے رکھیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ جسم کے اندر کتنی قوت برداشت ہے اور اس کو بڑھانے کی تدابیر سوچی جاسکیں۔

”میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ حضورؐ نے کسی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں، سوائے رمضان کے۔ اور میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ شعبان سے زیادہ کسی مہینے کے روزے رکھے ہوں“ (مروی حضرت عائشہ ؓ: متفق علیہ)

5- جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے تو وہ نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق شعبان کے آخری عشرے میں اہل خاندان، اہل محلہ اور دیگر متعلقین کے لیے خطبات اور دروس کا اہتمام کریں اور سب کو اس ماہ مبارک کی فضیلتوں اور برکتوں سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کے طریقے بتائیں۔

6- سحر سے لے کر افطار تک اور افطار سے لے کر اگلی رات سحری تک کے نظام الاوقات طے کریں۔ نوافل، تلاوت، اذکار، دیگر کاموں میں کس وقت کون سا کام کرنا ہے اور کون سا ترک کرنا ہے؟ اور رمضان کے معمولات میں سے نکال دینا ہے تاکہ کوئی گھڑی ضائع نہ ہو۔

7- رمضان سے مقصود تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ آیئے ایک فہرست بنائیں کون سے کام تقویٰ کے خلاف ہیں۔ کون سی عادات ہیں جنہیں ترک کرنا ہے اور ان پر خصوصی توجہ دیں۔

8- کون کون سے اعمال صالحہ کر کے رمضان میں نیکیوں کو پروان چڑھانا ہے۔

رمضان کے شب و روز:

رمضان کا مبارک دن، بالکل فطرت انسانی کے مطابق علی الصبح شروع ہوجاتا ہے۔ جسے ہم سحری کا وقت کہتے ہیں۔ جو اللہ کے بندوں کا محبوب وقت ہوتا ہے۔ رمضان کے علاوہ اس وقت میں اٹھنے والے اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں جنہیں یہ توفیق ملتی ہے۔ لیکن رمضان میں یہ ہر مسلمان کی دسترس میں ہوتا ہے۔ سحری کے کھانے کو پیارے نبیؐ نے مبارک کھانا کہا ہے“ حضرت عرباض بن ساریہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ سحری کھانے کے لیے بلایا اور فرمایا کہ آؤ مبارک ناشتے کے لیے“ (ابوداؤد، نسائی)

سحری کو اٹھنا باعث خیر، کھانا باعث برکت، لیکن، کیا اسی پر بس؟ نہیں اس خیر و برکت اور ثواب کو بڑھانے کی منصوبہ بندی کریں۔ جب اٹھنا ہی ہے تو کچھ دیر پہلے اٹھ جائیں اور ان لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کریں جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ کون خوش نصیب ہوتے ہیں جو راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں ”مستغفرین بالاسحار“ ہیں۔ سحری کے وقت اٹھ کر استغفار کرنے والے ہیں۔ ”وہ عباد الرحمن ہیں (اللہ انہیں اپنے بندے کہتا ہے۔ بندے تو سبھی اس کے ہیں۔ لیکن وہ اپنا کس کو بناتا ہے اور دور کن کو پھینکتا ہے؟ یہ فدویت اور محبوبیت کی بات) جن کی تعریف وہ کرتا ہے کہ وہ ﴿وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴾ (سورۃ فرقان) ”جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔“

رمضان کے مہینے میں تو ہم کوشش کرسکتے ہیں کہ ہمارا شمار بھی ان خوش نصیبوں میں ہو جائے۔ کھانے سے قبل کچھ رکعت جتنی نصیب میں ہوں جتنا ممکن ہو ادا کریں اور سحری کی برکات میں اضافہ کریں اور جی بھر کر اللہ سے دعائیں مانگیں کہ اس وقت اللہ آسمان دنیا پر آیا ہوتا ہے اور آواز لگاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے، آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے، میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے، میں اس کو بخش دوں یہاں تک کہ فجر روشن ہو جاتی ہے“ (بخاری و مسلم)

اللہ کی اس آواز کو دل کے کانوں سے سنیں، وہ دینے کو بے تاب ہے! ہمارے اندر کچھ لینے کی تڑپ ہے یا نہیں؟ ہمارے دل زندہ ہیں یا نہیں؟ محض پیٹ پوجا ہی مقصود نہ بنائیں، روح کی پکار بھی سنیں، اس کی صحت کی فکر بھی کریں۔ اس کی غذا کا اہتمام بھی کریں۔ اس کی غذا رجوع الی اللہ ہے۔ اللہ کا ذکر ہے اور قرآن کی تلاوت بہترین ذکر ہے اللہ کے آگے رکوع و سجود ہیں! رمضان روح کی پرورش کا مہینہ ہے اس کو کسی صورت نظر انداز نہ کریں۔

بعد سحری تا افطاری:

ایک معمول، ایک چارٹ اپنی اپنی مصروفیات، ذمہ داریوں کے حوالے سے بنالیں۔ ملازمت پیشہ افراد، تاجر حضرات، مزدور حضرات، خواتین خانہ، ملازمت پیشہ خواتین، سب اپنے اپنے اوقات کار کے لحاظ سے اپنے اذکار وعبادت کا چارٹ بنائیں۔ جن کے پاس اوقات کی جتنی گنجائش ہو اس کے مطابق تلاوت کلام پاک، اذکار، نوافل کے نظام الاوقات طے کیے جاسکتے ہیں، جو اشراق چاشت پڑھنے کی گنجائش پائیں، رمضان میں اس سے محروم نہ رہیں، اس لیے کہ ایک ایک نفل کا اجر فرض کے برابر ہے اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر، جیسا کہ ہم نے اس سے قبل دیکھا، کوشش یہ ہو کہ رمضان کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہو۔ غفلت میں نہ گزرے۔ بس سارا دن یہ ذہن میں رہے کہ مجھے حصول ثواب میں دوسروں سے آگے نکلنا ہے۔

ثواب کیسے بڑھانا ہے:

عبادت کو اس کی روح کے ساتھ ادا کر کے خواہ نماز ہو، ذکر ہو، تلاوت کلام پاک ہو، کوئی چیز جسمانی حرکات، زبان اور حلق تک نہ رہ جائے، وہ قلب میں اترے، وہ عمل میں نظر آئے، وہ میزان میں بھاری ہو جائے۔ جتنا اخلاص ہوگا، جتنی قلب کی لگن ہوگی، جتنی دل کی تڑپ ہوگی، جتنی اللہ کی محبت اور رضا بنیاد میں ہوگی، عبادت اتنی ہی بھاری اور باعث اجر ہوں گی، ورنہ نماز محض جسمانی ورزش بن کر رہ جائے گی اور روزہ بھوک پیاس بن کر، معاملہ جس رب کے ساتھ ہے وہ ''علیم بذات الصدور'' ہے۔ ''رؤف بالعباد'' بھی ہے۔ اپنے بندوں سے بے انتہا محبت کرنے والا ہے۔ فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (البقرہ) ''اللہ تمہارے اس ایمان کو ہرگز ضائع نہ کرے گا، یقین جانو وہ لوگوں کے حق میں نہایت شفیق ورحیم ہے۔''

اس روح، اس جذبے سے رمضان کی عبادت کریں، ذکر سے زبان تر رکھیں، دل کو حاضر رکھیں، بکثرت استغفار کریں، فرمان نبویؐ کو یاد رکھیں۔

''چار چیزوں کی رمضان میں کثرت رکھو جن میں سے دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو'' (فضائل رمضان)

ذکر میں خاص طور پر کلمہ طیبہ کا ورد کرنے کا حکم دیا گیا ہے احادیث میں کلمہ طیبہ کو افضل الذکر قرار دیا۔ کلمہ طیبہ اور استغفار دونوں پر غور کریں۔ ایک جانب اللہ شانہ کی واحدانیت اور کبریائی کا اقرار اور دوسری جانب اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا اعتراف دونوں احساسات مل کر تقویٰ کی کیسی کیفیت پیدا کرتے ہوں گے۔ ایک مومن کی خود سپردگی، عبدیت اور تعلق باللہ کی کیفیت کتنی پروان چڑھتی ہوگی، اس کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جنہوں نے اس روح کے ساتھ یہ اعمال کیے ہوں۔ دل اللہ کی طرف متوجہ ہے، اپنے گناہوں اور کوتاہیوں پر شرمندہ ہے۔ زبان اس کی توحید مسلسل بیان کر رہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ سے مغفرت اور جنت کی دعا مانگی جارہی ہے اور اس کے عذاب اور دوزخ سے پناہ مانگی جارہی ہے اور یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، کام کرتے، گھر کے اندر ہیں یا گھر کے باہر، جس حال میں ہیں قلب منیب، قطب نما کی طرح اللہ کے ساتھ اٹکا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ روزہ ڈھال بنا ہوا ہے۔ ہر طرح کے لغویات، گناہوں سے انسان کو روکے ہوئے ہے۔ سچ بتائیے، کیا شان ہوگی ایسے عبدالرحمن کی اور اللہ کتنا اس کی طرف متوجہ ہوگا اور جنت کے کتنے دروازے اس کے لیے کھلیں گی۔ اللھم جعلنا منھم۔

عملی ذکر کی بہترین صورت نماز ہے ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝﴾ (سورۃ طٰہٰ) ''اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو۔'' نماز ذکر بھی ہے، رجوع الی اللہ کی بہترین مثال بھی اور اللہ کے قرب کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔ فرض نمازیں اہتمام سے ادا کریں۔ شوق سے ادا کریں، ایسا نہ ہو روزے کی بھوک پیاس نمازوں کو کھا جائے۔

دوسری اہم بات اس ضمن میں یہ ہے کہ عبادت کا اصل مفہوم اور روح ہمارے سامنے واضح ہو تو ہر ہر عمل عبادت بن جاتا ہے۔ اسلام میں عبادت کا تصور محض پوجا پاٹ کا نہیں ہے کہ صرف تسبیح، مصلیٰ اور خانقاہ تک محدود ہو بلکہ اس کی ساری کی ساری زندگی عبادت ہی عبادت ہے۔ اگر وہ مصلے سے اتر کر اور مسجد سے نکل کہ بھی اسی خالق و مالک کی اطاعت کرتا ہے اور زندگی کے تمام میدانوں میں، اسی کے بتائے ہوئے قوانین پر چلتا ہے۔

بطور امت مسلمہ بھی ہمارا عہد لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تھا۔ اور قیام پاکستان کے وقت بھی ہم نے یہی نعرہ لگا کر الگ ملک حاصل کیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ اور آزاد ملک حاصل کرنے کے بعد ہم نے اسے امریکہ کے پاس گروی رکھ دیا اور لگے اُس کی چاکری کرنے اور اللہ اور رسولؐ کو چھوڑ کر اُس کے احکامات کی پیروی کرنے لگے۔ فرمان الٰہی ہے:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم ان لوگوں کے اشاروں پر چلو گے جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے تو وہ تم کو الٹا پھیر لے جائیں گے اور تم نامراد ہو جاؤ گے'' (آل عمران:49)

ہم نے کتنا خسارہ اٹھایا! کاش ہم اس کا حساب لگا سکیں۔ ہماری نسلیں یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں کے رنگ میں رنگ گئیں، برکتیں اٹھ گئیں، غربت بڑھ گئی، دشمنوں نے غلبہ پالیا۔ آتش وآھن کی بارش دن رات جاری ہے اور دریاؤں کے سوتے خشک ہو گئے ہیں۔ ڈیم سوکھ رہے ہیں۔ ظالم و جابر حکمران مسلط ہو گئے ہیں۔ ہم نے اللہ کی طرف سے منہ موڑا تو اللہ نے بھی بارشیں روک دیں، اپنی رحمتیں روک دیں، ہم آٹے اور ضروریات زندگی کو ترس رہے ہیں! کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ یہ قوم انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ سے استغفار کرے؟

اے قوم آؤ! ہم سب مل کر اجتماعی طور پر اللہ سے استغفار کریں۔ اپنے پچھلے گناہوں کی معافی مانگیں۔ قوم یونس علیہ السلام کی طرح مانگیں تو چاروں طرف منڈلاتے ہوئے اللہ کے عذاب ٹل جائیں گے۔ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی، بارشیں برسیں گی اور رزق میں برکت ہوگی۔ جان لو کہ رزق اور برکات آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور مغربی اقوام کے پاس نہیں ہیں۔ زمین اور آسمان کے خزانوں کا مالک اللہ ہے۔ جن مسائل میں ہم اس وقت گھر چکے ہیں۔ ان کا حل اللہ کی طرف پلٹنے اور اس سے استغفار میں پوشیدہ ہے۔ رمضان میں قرآن کے ان حصوں کا خصوصی مطالعہ کرنا چاہیے جن میں جنت اور دوزخ کا ذکر ہے تا کہ جنت کا شوق پیدا ہو اور اس کے لیے دعا مانگی جائے، اور دوزخ کا خوف پیدا ہو اور اللہ سے پناہ مانگی جائے۔ آج وقت ہے کہ ہم دوزخ کے عذاب سے بچنے کی محنت کریں۔

آیئے! قرآن سے فہرست بنائیں کہ دوزخ میں جانے والوں کے کیا اعمال ہوتے ہیں اور رمضان میں ان سے پرہیز کرنے کی مشق اور عہد کریں اور بار بار اللہ سے دعا مانگیں۔ ''اللھم اجرنی من النار'' اور ''رب اغفر وارحم وانت خیر راحمین'' اور جتنی دعائیں اس ضمن میں یاد ہیں بکثرت پڑھیں نہیں یاد تو اپنی زبان میں دعائیں مانگیں اور مسنون دعائیں یاد کرنے کی محنت کریں اور اس رمضان میں ضرور ہی آتش دوزخ سے رہائی حاصل کریں اور جنت میں داخل ہونے والوں میں شامل ہو جائیں۔ آمین یارب العالمین! ۞۞۞

حِلم اور بُردباری

شعبہ تعلیم وتربیت، تنظیم اسلامی پاکستان

حِلم کے معنیٰ ہیں: نفس وطبیعت پر ایسا ضبط رکھنا کہ غیظ وغضب کے موقع پر بھڑک نہ اُٹھے۔ اردو میں اس کے معنیٰ ''بردباری'' استعمال ہوتے ہیں۔ سورۃ الصّٰفّٰت آیت نمبر 101 میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں بیان ہوا ہے:

''اور ہم نے انہیں (ابراہیم علیہ السلام کو) بشارت دی ایک بُردبار بیٹے کی۔''

اور سورۃ ہود آیت 75 میں ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے:

''بے شک ابرہیم بڑے تحمل والے، نرم دل اور (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔''

حِلم کی جمع ''اَحلام'' ہے۔ سورۃ طور آیت نمبر 32 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''کیا اُن کی عقلیں انھیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں۔''

یعنی احلام سے عقلیں مراد ہیں: اصل میں حِلم کے معنیٰ ''متانت'' اور ''بُردباری'' کے ہیں مگر چونکہ متانت اور بُردباری بھی عقل کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس لیے بسا اوقات حِلم کا لفظ بول کر عقل بھی مراد لیتے ہیں۔ سورۃ النور آیت 59 میں ارشادِ گرامی ہے:

''اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہوجائیں۔''

اس آیت میں ''حُلُم'' سے مراد سنِ بلوغت کے ہیں۔ سنِ بلوغت کو ''حلم'' اس لیے کہتے ہیں کہ اس عمر میں عام طور پر عقل وتمیز آجاتی ہے۔

''حلم'' ایک اعلیٰ اخلاقی قدر ہے۔ اور جسے یہ صفت حاصل ہوگئی اس نے گویا فیضانِ نبوت سے حصہ پالیا۔ ایک حلیم انسان کا فیصلہ انجام کے اعتبار سے زیادہ درست ہوتا ہے۔ چونکہ وہ معاملہ کے عواقب ونتائج، اس میں درپیش مشکلات اور اس کے نفاذ کے ممکنہ طریقوں پر پہلے غوروفکر کرتا ہے۔ اس کے بعد فیصلہ کرتا ہے۔ انسان جب غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ حقائق کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ حقائق سرے سے اسے دکھائی نہیں دیتے۔ وہ حقائق کو پرکھے بغیر اندھا دھند فیصلے کرلیتا ہے۔ اس پر بعد میں پچھتانا پڑتا ہے۔ غضب کی کیفیت میں اس سے حماقتیں سرزد ہوتی ہیں، اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے نہ اس کا فیصلہ درست ہوتا ہے اور نہ نتائج کے اعتبار سے دیرپا ہوتا ہے۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ بسااوقات میاں بیوی میں جھگڑا ہوتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے پر خوب بولتے ہیں یہاں تک کہ شوہر غصے کی حالت میں تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہہ دیتا ہے، غصہ ٹھنڈا ہونے پر دونوں پچھتاتے ہیں اور علما سے فتویٰ مانگتے پھرتے ہیں۔ حلیم الطبع شخص کا فیصلہ اس لیے ندامت کا باعث نہیں ہوتا چونکہ وہ ہمیشہ ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر پُرسکون حالت میں فیصلہ کرتا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 44 میں اللہ تعالیٰ کی شان بیان ہوئی ہے:

''بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) بہت بردبار، بہت معاف کرنے والا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات صفت ''حلم'' سے متصف ہے۔ اس لیے وہ انتقام لینے اور سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

سورۃ فاطر آیت نمبر 45 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''اگر اللہ لوگوں کے کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے ان پر (فوری) گرفت فرماتا تو روئے زمین پر کسی جاندار کو نہ چھوڑتا لیکن وہ ایک مقرر وقت تک انہیں ڈھیل دیتا ہے۔ پس جب ان کا مقررہ وقت آجائے گا تو اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ لے گا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ سزا دینے میں عجلت نہیں فرماتا۔ اگر وہ سزا دینے میں جلدی کرتا تو چند مستثنیات کے سوا روئے زمین پر کوئی انسان باقی نہ رہتا۔ کیونکہ جب بھی کوئی گناہ کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کردیتا اور گناہ سے تو کوئی بھی بچا ہوا نہیں ہے۔ اگر اللہ کی گرفت جلدی ہوتی تو زمین بنی نوعِ انسانی سے خالی ہوجاتی اور دنیا کا نظام تباہ وبرباد ہوجاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ تو بہت بردبار ہے، بخشنے والا ہے۔

حلم اور بُردباری کی برکت سے اللہ تعالیٰ دو بندوں کے درمیان دشمنی اور عداوت کو محبت میں تبدیل فرمادیتا ہے۔ جب ایک شخص جاہلانہ برتاؤ کرتا ہے اور دوسرا اس کے مقابلے میں حِلم کا مظاہرہ کرتا ہے تو پہلا شخص ایک بار جہل سے کام لے گا۔ دوسری بار بھی ایسا ہی کرے گا مگر تیسری بار ضرور سوچے گا۔ اپنے طرزِعمل پر غور کرکے اپنا طرزِعمل تبدیل کرنے پر مجبور ہوگا۔ اور اس کے دل میں عداوت کی جگہ دوستی اور محبت وشفقت کے جذبات پیدا ہوں گے۔ یہی بات سورۃ حٰم السجدہ آیات نمبر 34 تا 35 میں اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

''اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہیں برائی کو بہترین حکمت سے ٹالو، اس کا نتیجہ نکلے گا کہ جس شخص کے ساتھ تمہاری دشمنی ہے، وہ تمہارا بہترین دوست بن جائے گا۔ اور یہ فراست انہی کو ملتی ہے جو ثابت قدم رہنے والے ہوتے ہیں اور یہ حکمت انہیں عطا ہوتی ہے جو بڑے نصیب والے ہوتے ہیں۔''

پس حلم والے اعلیٰ نصیب کے مالک ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے برائی کا بدلہ برائی سے دینے کے بجائے اچھائی سے دینے کی توفیق عطا کی ہے۔ حلیم شخص اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں میں سے ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اشج بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم میں دو صفات ایسی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے حلم اور عقل۔'' (مسلم)

حلم نرم مزاجی کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے'' (بخاری)

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! بے شک اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور مہربانی اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر ثواب دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا۔ اور نہ اس کے سوا کسی اور عبادت پر دیتا ہے۔'' (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی بندہ نے کسی چیز کا گھونٹ ایسا نہیں پیا جو اللہ کے نزدیک غصہ کے اس گھونٹ سے افضل ہو جسے کوئی بندہ اللہ کی رضا کی خاطر پی جائے۔ (مسند احمد)

جن خوش خصال اور پاکیزہ صفت بندوں کے لیے جنت آراستہ کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ آل عمران 134 میں ان کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے:

''اور وہ اپنے غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرنے والے ہیں۔''

سہیل بن معاذ ؓ اپنے والد حضرت معاذ ؓ سے روایات کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غصہ کو پی جائے در آنحالیکہ اس میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ وہ اپنے غصہ کے تقاضے کو نافذ اور پورا کر سکتا ہے (لیکن اس کے باوجود محض اللہ کے لیے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور جس پر اس کو غصہ ہے، اس کو کوئی سزا نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ حورانِ جنت میں سے جس حور کو چاہے اپنے لیے منتخب کر لے۔''

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داوٗد)

آج کل ترکی بہ ترکی جواب دینے کو ایک اچھی صفت کے طور پر سمجھا جاتا ہے ایسے شخص کو 'حاضر جواب' کہتے ہیں۔ مجموعی طور پر ہمارے معاشرے میں برداشت، بردباری اور تحمل کے رویے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ فی زمانہ ہمارا سیاسی ماحول اسی لیے کشیدہ ہے کہ سیاسی قائدین نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کو قیادت کا جوہر کمال سمجھ لیا ہے۔ ہر سیاسی جماعت اور سیاسی لیڈر کے میڈیا مینیجرز ہیں اور ایک 'میڈیا ٹیم' ہے جو ہر مخالف کی پگڑی اچھالنے کو اصل سیاست سمجھتے ہیں۔ ایک دوسرے کی بدکاریوں، کرپشن کے معاملات اور دوسرے پوشیدہ جرائم کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اور بے عزت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

ذرا غور کریں نبی اکرم ﷺ کی ذات میں کس قدر حلم تھا۔ آپ ﷺ نے ابوجہل، ابولہب سمیت قریش کے سرداروں کی زیادتی کے مقابلے میں کیسی بردباری اور برداشت کا مظاہرہ کیا۔ مدینہ منورہ میں عبداللہ بن اُبیّ سمیت منافقوں اور یہود کی ہرزہ سرائی کا کتنی بردباری کے ساتھ مقابلہ کیا۔

دورِ حاضر میں ''سوشل میڈیا'' کا ایک نیا عنصر بھی شامل ہوگیا ہے۔ آپ کسی بھی سیاسی جماعت کے لیڈر کو یا کسی جماعت کے قائدین کو کوئی مخلصانہ مشورہ ہی دے کر دیکھ لیں۔ آپ پر سوشل میڈیا'' میں دشنام طرازی اور گالم گلوچ کی بوچھاڑ شروع ہوجائے گی۔ بلکہ سچ پوچھیں تو اس میدان میں مذہبی سیاسی جماعتوں کے کارکنان کی طرف سے بھی آپ کو ''مرصّع و مرقّع'' گالیاں سننے کو ملیں گی۔ اور بلا مبالغہ سیاسی جماعتوں کے کارکنوں سے بھی زیادہ لعن طعن سننے کو ملے گا۔

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ ﷺ کے جسم مبارک پر نجران کی بنی ہوئی موٹے حاشیے کی ایک یمنی چادر تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی چادر کو پکڑ کر اتنے زور سے کھینچا کہ میں نے دیکھا: رسول اللہ ﷺ کے شانے پر اس کے زور کے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا: محمد (ﷺ!) اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے مجھے اس مال میں سے دینے کا حکم صادر کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوکر مسکرا دیے اور آپ ﷺ نے اس کو دینے کا حکم فرمادیا۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری قوم اور ہمارے مذہبی و سیاسی لیڈروں کو بردباری اور تحمل کے رویے اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ۞۞۞

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(24 فروری تا 2 مارچ 2023ء)

جمعہ (24 فروری) کو امیر محترم نے صبح 10:30 تا 12:15 بجے قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں رجوع الی القرآن کورس میں گفتگو کی اور سوالات کے جوابات دیئے۔ اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد نماز عصر یہیں پر 6 نکاح پڑھائے۔

ہفتہ (25 فروری) سے حلقہ کراچی جنوبی کا طے شدہ دورہ شروع ہوا۔ صبح ناشتہ پر سید واجد حسین شاہ (چیئرمین کورنگی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری) اور 10:30 بجے محمد دانش صاحب سے ملاقاتیں کیں۔ سوا 12 بجے عبدالرزاق کوڈاوی کی ان کے گھر پر عیادت کی۔ سہ پہر 3:00 بجے جامعہ کلفٹن میں مفتی کمال صاحب سے ملاقات کی۔ ان کو تنظیم کی کچھ کتب پیش کی گئیں۔ انہوں نے بھی اپنی تحریر کردہ کتاب امیر محترم اور شرکاء کو ہدیتاً پیش کی۔ بعد نماز مغرب سینئر رفیق تنظیم عبدالغفار (مرحوم) کی رہائش گاہ پر ان کے بیٹوں سے تعزیت کے لیے جانا ہوا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد طیبہ، زمان ٹاؤن کورنگی میں ''حیا اور ایمان'' کے موضوع پر اجتماع عام سے مفصل خطاب کیا، جس میں 600 مرد اور 250 خواتین نے شرکت کی۔ اس خطاب کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی۔

اتوار (26-فروری) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں صبح 8:30 سے 10:20 بجے تک حلقہ کراچی جنوبی کے تمام ذمہ داران سے نشست ہوئی۔ امیر حلقہ نے حلقہ کی عاملہ اور مقامی امراء نے اپنے نقباء و معاونین کا تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ 10:30 بجے حلقہ کے تمام رفقاء سے ملاقات کی۔ امیر حلقہ کے معاونین و مشیران اور مقامی امراء کا تعارف بھی کروایا گیا۔ سوال و جواب بھی ہوئے۔ آخر میں بیعتِ مسنونہ ہوئی۔ بعد نماز ظہر 2 بجے دیرینہ معاون شاہد حسن کی عیادت کے لیے ان کی رہائش گاہ پر جانا ہوا۔ عصر سے مغرب حلقہ قرآنی میں باقاعدگی سے شرکت کرنے والے احباب سے تعارف کا سیشن ہوا۔ بعد نماز مغرب ''اجتماعیت کی ضرورت واہمیت'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ اس پروگرام میں 40 سے زائد احباب شریک ہوئے۔ بعد نماز عشاء آئمہ مساجد اور علماء کرام، جن کی تعداد 12 تھی، سے غیر رسمی ملاقات ہوئی جو رات 11:00 بجے تک جاری رہی۔ امیر محترم کی طرف سے آئمہ کرام کو تنظیم کی کتب ہدیتاً پیش کی گئیں۔

اتوار (02-مارچ) لاہور کے لیے فلائٹ میں امیر جماعت اسلامی سندھ محمد حسین محنتی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ نظام تربیت کے حوالے سے گفتگو کے دوران انہوں نے تربیت پر کچھ معلومات شیئر کرنے کا کہا ہے۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

امیر تنظیم اسلامی کا سالانہ دورہ حلقہ فیصل آباد

امیر تنظیم اسلامی پاکستان 17 فروری نمازِ عصر کے قریب قرآن اکیڈمی فیصل آباد تشریف لائے۔ نمازِ عصر کے بعد صدر انجمن نے اکیڈمی کی کارکردگی سے امیر محترم کو آگاہ کیا۔ امیر محترم کو بتایا گیا کہ عوام یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اسلام کی رو سے ''ہمارے موجودہ مسائل کا حل'' کیا ہے۔ چنانچہ اس موضوع کو تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

نمازِ عشاء کے بعد حافظ عبداللہ مظفر کی تلاوت قرآن پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد شیخ سلیم صاحب نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ اس کے بعد امیر محترم نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ملکی حالات اس قدر خراب ہیں کہ کوئی محب وطن مسلمان ان سے لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ حالات کو جانچنے اور سمجھنے کے دو نقطہ نظر ہیں۔ ایک خالص دنیاوی اور دوسرا قرآن وحدیث کی روشنی میں۔ دنیاوی نقطہ نظر یہ ہے کہ انسان نے آسمان میں اڑنا اور سمندر کی تہوں میں بھی سفر کرنا سیکھ لیا ہے لیکن زمین پر زندگی گزارنے کا گر نہ سیکھ سکا۔ دینی نقطہ نظر یہ ہے کہ مسائل اللہ کی طرف سے آتے ہیں تاکہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں۔ قرآن مجید میں اقوام سابقہ کے جرائم کا ذکر ہے، جن کی وجہ سے ان کو اللہ تعالیٰ نے عذاب کی گرفت میں لیا۔ امت مسلمہ کو اللہ نے خیر امت کے لقب سے نوازا۔ یہ فضیلت ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہے۔ ہم مسائل سے دوچار اس لیے ہیں کہ ہم نے ان فرائض کی ادائیگی چھوڑ دی ہے۔ ہمارے حکمران جنہوں نے ملک کو عالمی مالیاتی ادارے جو یہود ونصاریٰ کی ملکیت ہیں، ان کا غلام بنا کر رکھ دیا۔ کلمہ گو حکمرانوں کو اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے مجبور کرنے کے لیے پُرامن مطالباتی مذاحمتی تحریک برپا کرنا پڑے گی۔ تقریباً 600 لوگوں نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

امیر محترم نے 18 فروری کو ناشتہ خواجہ مظفر الٰہی کے گھر تناول فرمایا۔ اس کے بعد کچھ رفقاء جن میں ڈاکٹر نعیم الرحمٰن معروف نیورو سرجن، مسجد مدینہ ٹاؤن کے خطیب سید کفیل احمد ہاشمی، اور بزرگ رفیق رانا عبدالشکور شامل تھے، سے ملاقات کی۔ دوپہر کا کھانا تنظیم کے بزرگ رفیق شیخ امین کے ہاں تناول فرمایا۔ کھانے پر ڈاکٹر عبدالسمیع اور ملک احسان الٰہی سمیت مقامی تنظیم کے امیر یاسر سعید، حافظ سعید احمد، حکیم مختار احمد اور ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے شرکت کی۔

بعد از نمازِ عصر حلقہ کی شوریٰ کے ساتھ امیر محترم کی خصوصی نشست ہوئی جس میں 6 مقامی امراء، 4 منفرد نقباء اور 7 معاونین حلقہ نے شرکت کی۔ بعد نمازِ مغرب حلقہ کے کل ذمہ داران کے ساتھ امیر محترم کی نشست ہوئی جو نمازِ عشاء کے بعد بھی جاری رہی۔ جس میں 6 مقامی امراء، 8 معاونین حلقہ، 5 منفرد نقباء، 17 مقامی معاونین اور 30 منظم نقباء نے شرکت کی۔ نشست کے بعد تمام ذمہ داران نے امیر محترم کے ساتھ عشائیہ میں شرکت کی۔ عشائیہ کے بعد امیر محترم نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نئے مقامی امیر حافظ محمد شفیق کے ساتھ ملاقات کی۔ امیر محترم کا رات کا قیام قرآن اکیڈمی میں ہی تھا۔

19 فروری کو حلقہ فیصل آباد کے جملہ رفقاء کے ساتھ نشست کے لیے صبح 9 بجے جامع مسجد قرآن اکیڈمی میں پہنچے۔ تلاوت کی سعادت عبدالرزاق نے حاصل کی۔ امیر حلقہ نے حلقہ کے جغرافیائی حدود اور حلقہ کی مقامی تناظیم، منفرد اسرہ جات کا تعارف پیش کیا۔ مزید براں 54 نئے شامل ہونے والے رفقاء نے فرداً فرداً اپنا تعارف کروایا۔ باہمی تعارف اور چائے کے وقفے کے بعد سوال وجواب کی طویل نشست ہوئی جس میں امیر محترم نے رفقاء کے سوالات کے مفصل اور تسلی بخش جوابات دیئے۔ اس کے بعد امیر محترم نے رفقاء سے تذکیری گفتگو فرمائی۔ دوران گفتگو امیر محترم نے فرمایا کہ آخرت میں اللہ کی رضا کو مقصود بنائیں۔ تنظیم کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ احسان اسلام پر عمل کریں۔ اختتام پر امیر محترم نے پہلے مبتدی رفقاء اور بعد میں ملتزم رفقاء سے بیعت مسنونہ لی۔ اس نشست میں 150 کے قریب مبتدی اور 65 ملتزم رفقاء حاضر تھے۔ نمازِ ظہر کے بعد تمام حاضر رفقاء نے امیر محترم کے ساتھ ظہرانے میں شرکت کی۔ اس کے بعد امیر محترم لاہور کے لیے عازم سفر ہوگئے۔ اس تمام پروگرام میں امیر محترم کے ساتھ نائب ناظم اعلیٰ محمد ناصر بھٹی صاحب بھی شریک رہے۔ (رپورٹ: محمد رشید عمر)

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی شمالی، سرجانی ٹاؤن کے مبتدی رفیق ارشد مجیب وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-2578822

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، جہلم کے ملتزم رفیق میاں اظہر اقبال وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-2226931

☆ حلقہ سرگودھا شرقی کے مبتدی رفیق تنظیم عابد مشتاق کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6011367

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے واقفیت کے لیے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے دو کتابچے ----- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک

قیمت: 100/- روپے

حدیث قدسی فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ کی روشنی میں

② عظمتِ صوم

قیمت: 30/- روپے

may serve Me. (Az-Zariyat 51:56)

The Arabic word "`*ibadah*" stands for both worshipping and praising, embracing the twin connotations of obedience and love.A person's relationship with God is similar to the relationship between a master and his slave.A slave by definition submits his/her entire life to the will of the master.The distinction between a slave and a servant is crucial to understanding this concept.A slave is at the master's beck and call twenty-four hours of the day, fulfilling every command, whereas a servant is merely an employee who is there for part of the day and then free to live as he/she desires.The former serves the master all the time and constantly, while the latter merely fulfils the terms of a mutually agreed upon contract.If a servant has chosen to work as a clerk, he/she is not obliged to do any other task unless there is an amendment to the contract and salary.Furthermore, a servant who is employed for particular hours will be paid overtime salary if asked to stay longer, and has the option of refusing to do so.The Persian poet, Sheikh Sa'di, draws attention to this truth in his profound couplet(translation):

Life has come for slavery Life devoid of slavery is shame.

Let us be absolutely clear that God's servitude alone does not constitute worship.It should be permeated by extreme love and devotion.

<u>Ref</u>: An excerpt from the English translation of the Book دینی فرائض کا جامع تصور byDr Israr Ahmad *(RAA)*; "Obligations to God: A Comprehensive Islamic View"[Translated by Markazi Anjuman Khuddam-ul-Qur'an Lahore]

Complete Book Link: ***https://tanzeemdigitallibrary.com/Book/OBLIGATIONS_TO_GOD/10020/70152/80748/116361***

گوشۂ انسدادِ سود

سود کی حرمت کے حوالے سے اعتراضات اور اُن کے جوابات

بارھواں اعتراض: جب تک معاشرہ اسلامی نہیں ہوتا معیشت سے سود کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔

جواب: یہ بات درست ہے کہ احکام شریعت پر عمل‘ خواہ ان کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو تقوٰی کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لیے قرآن کریم میں جب بھی احکام شریعت کا بیان آتا ہے تو ساتھ ہی تقوٰی کی تلقین کی جاتی ہے۔ البتہ معاشرے کو اسلامی بنانے اور افراد میں تقوٰی پیدا کرنے کی اولین ذمہ داری حکومت کی ہے۔

سورۂ حج آیت 41 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اگر ہم اُن (اہلِ ایمان) کو زمین میں حکومت عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے‘ زکوٰۃ ادا کریں گے‘ نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔“

جب حکومت ہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے بے حیائی اور حرام خوری کی طرف راغب کرنے والی نئی نئی اسکیموں کی نشر و اشاعت کر رہی ہو تو افراد میں ایمان و تقوٰی کیسے پیدا ہوگا۔ ہمارے ملک کی اکثریت دین کی دشمن اور باغی نہیں بلکہ ان کی بے عملی کی وجہ لاعلمی ہے۔ اگر تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے لوگوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں احکام شریعت، ان پر عمل کی اہمیت اور ان کی خلاف ورزی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے تو لازماً معاشرے میں خدا خوفی اور دین داری پیدا ہوگی اور معیشت سمیت ہر شعبے میں شریعت پر عمل کی راہ ہموار ہوگی۔

بحوالہ ”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“، از حافظ انجینئر نوید احمد

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 321 دن گزر چکے!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کی رہائشی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم ایم بی (ایجوکیشن)، سکول ٹیچر، قد 5 فٹ 2 انچ، خلع یافتہ (شادی کے ایک ماہ بعد) صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسر روزگار لڑکے کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4065555

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

Submitting to God's *(SWT)* commands at a personal level:

The first obligation of a Muslim to God*(SWT)*

The first and foremost obligation of a Muslim to God is to submit to His commands at a personal level.

The following four Qur'anic terms express the essence of personal submission in slightly different ways:Islam, obedience (*ita`ah*), abstinence (*taqwa*) and worship (*`ibadah*).

1. Islam

Islam is the most basic of these four terms.Literally it means to completely surrender, to give up resistance, and unquestioningly obey Divine commandments.The Qur'an requires of us that we enter Islam wholly:

O ye who believe! Enter into Islam wholly(Al-Baqarah 2:208)

There is no such thing as partial acceptance of Islam or partial obedience to God.It is unacceptable to obey certain commands and disregard others.If one is not prepared for an attitude of total submission then he/she must choose another path.Islam represents a case of "take it all or leave it all".There cannot be any compromise in this principle.

2. Obedience (*ita`ah*)

Obedience represents the spirit of Islam from an enhanced perspective.While Islam signifies surrender and giving up any resistance, obedience denotes one's willing submission in an active and positive sense.One's resolve to observe the dictates of faith willingly is branded as obedience. The Qur'anic position is:

"Obey Allah and obey the Messenger, but if you turn away, the duty of our Messenger is only to convey clearly." (At-Taghabun:64:12)

What is stated in the definition of Islam also lies at the core of obedience (*ita`ah*), which is the "all or none" law.The Messenger, Prophet Muhammad a, had the duty of conveying the Divine message, a duty that he discharged in an exemplary fashion.If one who has received the message turns away from it, he/she will be solely responsible for this defiance and rebellion.There is no room for partial obedience.

3. Abstinence (*taqwa*)

The term abstinence approaches the concept of Islam from the opposite direction of *`ita`ah*. Whereas obedience represents an active and positive response to the requirements of Islam (submission), abstinence is its active but negative dimension.Implicit in the term are the following connotations:Avoiding any disobedience to divine commands, shunning any disobedience to God, entertaining the fear of His displeasure and striving for avoiding His punishment. *Taqwa* is a very comprehensive attitude and it is difficult to define this term in a single expression.The Qur'an comprehensively uses the term *Taqwa* in the following *ayah*:

O believers! Fear Allah as He should be feared, and die not except in a state of Islam.(Al-i-'Imran 3:102)

4. Worship (*`ibadah*)

This is perhaps the most comprehensive term regarding personal submission.As a term it might be defined as,"To surrender oneself completely *out of love*".The Qur'an declares that the very purpose of the creation of human beings is to worship God, a point made in *ayah* 56 of *Surah Az-Zariyat*:

I have only created Jinns and men, that they

Vol: 32 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.11

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore